مرزا محمد علی انجینئر جہلمی

کے متعلق اہلسنت شرعیہ کونسل کا

متفقہ فتوی

مستند اداروں کی تصدیقات کے ساتھ

فتوی کا خلاصہ

- مرزا انجینئر جہلمی کا مِنی گاڈ (Mini God) کا عقیدہ اور شرک کا ارتکاب کرنا
- قرآن پاک اور مقدسات کی توہین و گستاخی کرنا
- آیات و احادیث کی من گھڑت تشریحات بیان کرنا اور ان میں تحریفِ معنوی کرنا
- انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کا کئی بار ارتکاب کرنا
- صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم کی توہین و گستاخی کرنا
- اولیائے کرام اور ائمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم کی توہین کرنا
- منکرین ختم نبوت "مذہبِ قادیانیت" کی حمایت کرنا

اہلسنت شرعیہ کونسل

اہل سنت شرعیہ کونسل

مرزا محمد علی انجینئر جہلمی کی گستاخیوں کے متعلق مستند اداروں کا

متفقہ فتویٰ

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ ملک عزیز پاکستان کے ضلع جہلم کا ایک شخص جس کا نام مرزا محمد علی جہلمی ہے، یہ کسی بھی دینی ادارے سے پڑھا ہوا نہیں ہے، اس شخص کا اپنا یوٹیوب چینل ہے اور اس نے ایک اکیڈمی بنا رکھی ہے جہاں پر اس کے اسٹوڈنٹس آتے ہیں اور یہ ان کو سکھاتا ہے اور ان ویڈیوز کو مختلف سوشل میڈیا چینلز پر اپ لوڈ کرتا ہے۔ ان ویڈیوز میں کئی باتیں انتہائی تشویشناک ہیں، جس میں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سمیت دیگر انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، صوفیائے عظام اور دیگر مقدسات کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو کوئی مسلمان کبھی سوچ بھی نہیں سکتا، ہم نے اس حوالے سے اس کے کثیر کلپ جمع کئے ہیں، USB میں تمام ویڈیوز اور ان کے لنکس بطور ثبوت موجود ہیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

شرک باری تعالیٰ

(سوال نمبر 1) ایک ویڈیو کلپ میں کہتا ہے: ایک خدا جو ساری قدرتوں کا مالک ہے اور وہ اکیلا اور یکتا ہے۔ وہ آپ کو یہ آفر دیتا ہے کہ صرف یہ ساٹھ سال کی زندگی مجھے دے دو تمہیں بھی میں ایک منی (mini) خدا بنا دوں گا۔ God کی کوالٹی کیا ہے؟ کن فیکون جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ ہو جاتی ہے۔ جنت میں جنتی کیا ہو گا؟ جب وہ ارادہ کرے گا تو وہ شئ اس کے سامنے آجائے گی۔ خدا کی کوالٹی (کہ) اسے موت کبھی نہیں آتی۔ جنتی کو آئے گی؟ سر نہیں۔ سر وہ آپ کو منی (mini) خدا بنانے والا ہے۔

توہینِ رسالت

(سوال نمبر 2) پیارے آقا ﷺ کے بارے میں ایک کلپ میں کہتا ہے: (الف) جیوز اور کرسچنز ہمارے پیغمبر کو کیا سمجھتے ہیں، دجال مانتے ہیں، ہاں! یہ نہ کہیے گا کہ وہ مانتے نہیں ہیں وہ کہتے ہیں دجال ہے۔

(ب) اگر ایک شخص کرسچن ہے تو وہ میرے نبی کو دجال سمجھ رہا ہے لیکن مجھے قرآن اجازت دے رہا ہے کہ میں اس کی عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہوں اگر وہ کسی کرسچن کی بیٹی ہے۔ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 5 میں۔ کس عورت کے ساتھ؟ جو میرے نبی کو دجال سمجھتی ہے۔

(ج) انسانی تاریخ کا سب سے کامیاب انسان' آج پلینٹ ارتھ پر چھ ارب لوگ ان کو پیغمبر ہی نہیں مانتے، دو ارب کرسچنز انہیں دجال کہتے ہیں۔

(د)اس دج ال سے مراد وہ کانا دجال نہیں جس کو عیسی ابن مریم قتل کریں گے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر اس پیغمبر کو جس کو وہ نہیں مانتے وہ دج ال ہی کہتے ہیں جس طرح یہودی حضرت عیسی ابن مریم کو بھی دج ال سمجھتے ہیں اور ہمارے نبی کو بھی۔

(سوال نمبر3)ایک کلپ میں اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لفظ چھوکرا بولتے ہوئے یہ کہا: ان کے بڑے بڑے پادری بیٹھے ہوئے تھے وہ کہتے تھے یہ کل کا چھوکرا آکر ہمیں بتائے گا۔

اس کے بعد ایک دوسری ویڈیو میں کہتا ہے: ایک میرا چھوکرا کلپ کاٹا جی چھوکرے کالفظ استعمال کیا یہ کوئی نیگٹو ورڈ ہے؟ ہمارے Subcontinent کے معاشرے کے اندر آپ پوچھ کر دیکھ لیں چھوٹی عمر کا جو ینگ بوائے ہے اس کو چھوکرا کہا جاتا ہے یہ کوئی نیگٹو ورڈ نہیں ہے۔

جب مرزا کے لیے کسی نے لفظ چھوکرا استعمال کیا تو کہتا ہے: ذرا یہ لینگوئج سنیں ان علماء کی کہ" یہ انجینئر محمد علی مرزا ایک جاہل چھوکرا ہے۔" یہ الفاظ دیکھیں حالانکہ مجھ سے تو کوئی پانچ سات سال ہی بڑے ہوں گے لیکن یہ الفاظ ذرا آپ دیکھیں کس طرح کی بازاری لینگوئج استعمال کی ہے۔

(سوال نمبر4)ایک کلپ میں آقا دوعالم ﷺ کی نفلی نمازوں کا ذکر کرتے ہوئے بار بار فالتو کا لفظ استعمال کیا، کہتا ہے: تو نمازیں ہیں پانچ، رکعتیں ہیں ٹوٹل 17، پانچوں کی ملا کے، فجر دو، ظہر چار، عصر چار، تین مغرب، چار عشاء، باقی جتنی نمازیں ہیں ان کا نام ہی ہے نفل اور حیران کن بات عربی میں نفل کہتے ہیں فالتو کو، مال غنیمت کے لیے آیا ہے انفال، جس کا نام ہی ہے فالتو، اس کو یہ کہہ رہا ہے اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، یہ کہتے ہیں نہیں ہم سنتیں کہہ رہے ہیں، سنت کا لفظ کسی حدیث میں موجود نہیں ہے، حدیث میں دو ہی الفاظ ہیں فرض اور نفل، سنت فقہاء کی ٹرم ہے کہ وہ نوافل جو نبی علیہ السلام نے ہمیشہ پڑھے ہم کہتے ہیں یہ سنت موکدہ ہے، یہ وہ فالتو ہے جو حضور ﷺ شوق سے کیا کرتے تھے، فالتو' ناٹ فرض، یہ وہ فالتو جو حضور ﷺ نے کبھی کیا کبھی نہیں کیا' غیر موکدہ۔

(سوال نمبر5)ایک کلپ میں کہتا ہے: اس لیے اللہ تعالی نے کہا لقد من اللہ الخ یہ اللہ کا مومنین پر احسان ہے کہ رسول ان میں آئے، یہ رسول کا احسان نہیں ہے کہ اس نے اللہ کا تعارف کروایا۔

(سوال نمبر6)ایک کلپ میں اللہ کے نبی حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہتا ہے: او تاڈا خضر کدوں دا مار دیتا اے، او خضر ہے ای کوئی نئیں سی، میرے ہتھوں مریا اے تہاڈا خضر، میں نے تو کتنے دلائل رکھے ہیں یار خدا کے لیے۔ خضر کو آپ نے مروا دیا ہے میرے ہاتھوں۔

(سوال نمبر7)ایک جگہ کہتا ہے: اب مجھے بتائیں کہ اگر لوط علیہ السلام کو یہ پتہ چل جائے کہ انجینئر صاحب کے سٹوڈنٹ 20 لاکھ سے زیادہ جو subscribe کیے ہوئے ہیں تو ان کے لیے قابل رشک بات ہو گی کہ نہیں؟

ایک کلپ میں کہتا ہے: یہ جو ہماری دعوت کا اتنا بڑا اقدکاٹھ ہوا ہے یقین کریں میں تو کئی بار اکیلے میں بیٹھ کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ میرا تو وظیفہ ہی یہی ہے آپ کو پتہ ہے یہ اسمائے اعظم میں سے ہے میں لائیو سٹوریز بھی دیکھ رہا ہوتا ہوں یہ سب کچھ رسول اللہ کی ختم نبوت کی برکت ہے Otherwise اگلے انبیاء اگر اس امت کا اتنے بڑے لیول کے اوپر توحید کو قبول کرنا دیکھیں تو ان کی آنکھوں کو یقین نہیں آئے گا یہ ہو سکتا ہے ایسے کہ اتنے بڑے پیمانے پر لوگ حق کو قبول کریں نوح علیہ الصلوۃ والسلام کو کیسے یقین آئے گا 950 سال میں صرف 78 بندے ایمان لے کر آئے۔

(سوال نمبر 8) ایک کلپ میں کہتا ہے: دیکھیں دنیا میں صرف نبی علیہ السلام یا چند انبیاء ہیں جنہیں حکومتیں ملی ہیں، باقی تو سارے انبیاء جو ہیں وہ غلامی کی زندگی گزار کے گئے ہیں، کافروں کے under، بنی اسرائیل کے بھی کئی پیغمبر، انہیں حکومتیں نہیں ملی۔

(سوال نمبر 9) ایک کلپ میں کہتا ہے: مجھے مولانا اسحاق صاحب کا وہ جملہ ہمیشہ یہ آیت پڑھتے ہوئے یاد آتا ہے بعض اوقات تو وہ فی البدیہہ ایسے جملے بولتے تھے، جاندار، تو ایک گفتگو میں انھوں نے فرمایا کہ بھئی جب توحید بیان ہوگی تو گستاخی تو آٹومیٹکلی ہو جائے گی کیونکہ توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر کوئی فرشتہ کوئی بزرگ کوئی باباشے ای کوئی نہیں، توحید کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ کوئی اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتا خواہ وہ پیغمبر ہو یا عام انسان۔

قادیانیوں کی حمایت

(سوال نمبر 10) علماء کرام پر الزام لگاتے ہوئے کہتا ہے: یہ چاہتے ہی نہیں کہ آپ قرآن پڑھیں اور یہ قرآن کے دشمن ہیں کہ وہ ترجمہ بدل دیتے ہیں۔ کون سا ترجمہ بدلا ہے۔ یہاں تک کہ قادیانیوں کے بارے میں بھی کہہ رہے ہیں۔ آپ سپیسیفکلی کوئی پورشن لے کر آئیں جس کے اندر انہوں نے ترجمے میں فرق ڈال دیا ہو۔ اور معذرت کے ساتھ ایک ہی بڑا اختلاف ہے نہ ہمارا ان کے ساتھ ختم نبوت پر، اس میں انہوں نے ترجمہ ٹھیک کیا ہوا ہے، آپ کے علماء نے غلط کیا ہوا ہے۔ سوائے چند ایک علماء کے، صرف اس لئے ترجمہ کیا ہمارے علماء نے تاکہ عقیدہ ختم نبوت کے اوپر کوئی حرف نہ آئے۔ یہ کون سا طریقہ ہے کہ ناک پہ مکھی بیٹھے تو آپ ناک ہی کاٹ دیں لوگوں نے اگر قرآن کی آیات سے غلط رزلٹ نکالا ہے تو آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے قرآن کی آیت کا ترجمہ بدل دیں گے؟

(سوال نمبر 11) ایک ویڈیو میں کہتا ہے: اور میں نے کئی دفعہ یہ گولڈن کوڈ اپنا بیان کیا ہے لوگوں کے سامنے کہ اگر قادیانی ہمیں کافر کہنا چھوڑ دیں تو ہم ان کو کافر نہیں کہیں گے۔

(سوال نمبر 12) ایک کلپ میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: قیامت کے دن میرے حوض کوثر پر کچھ لوگ لائے جائیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا کیوں؟ کیونکہ مسلمانوں کے اعضاء وضو چمک رہے ہوں گے قیامت کے دن، قادیانیوں کے بھی چمک رہے ہوں گے۔

توہینِ قرآن

(سوال نمبر 13) ایک کلپ میں کہتا ہے: یہ تو آپ نے صرف ایک جملے ہی میں بولا ہوا ہے نا کہ جب میری خواہش ہوتی ہے نا کہ میں اللہ سے باتیں کروں تو میں نماز پڑھ لیتا ہوں اور جب یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ مجھ سے باتیں کرے تو میں قرآن پڑھ لیتا ہوں، اللہ نے کتھوں تہاڈے نال گلاں کرنیاں نے، تسی پڑھ وی لو، تو انوں پتا ای نئیں کہ او کیویں گلاں کردا، او گلاں کر ریا اے، او انج ای گل تہاڈے نال کہ یہاں سے باہر سے کوئی بندہ فرنچ آجائے اور فرنچ کے اندر بولنا شروع کر دے، پاویں تانوں گالاں وی کڈے نا، تے تانوں پتہ نئ لگنا اونے کی کیا۔

ایک کلپ میں کہتا ہے: آپ کے سامنے تو قرآن ایسے پڑھا جا رہا ہے جیسے کوئی آپ کے سامنے فرنچ زبان کے اندر آ کے آپ کو گالیاں نکالنا شروع کر دے۔

توہینِ اہل بیت و صحابہ

(سوال نمبر 14) ایک کلپ میں کہتا ہے: مسند احمد میں یہ حدیث ہے کہ سیدنا علی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا جھگڑا

ہو گا ایک دفعہ عائشہ کے ساتھ تو حضرت علی نے کہا میں بڑا ظالم ہوں گا یارسول اللہ کہ میں آپ کی بیوی کے ساتھ جھگڑا کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وہ ظالم ہو گی اس وقت، تو یارسول اللہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ وہ جب ظلم کرے تو تم اس کو واپس چھوڑ آنا جہاں سے وہ آئی تھی۔

(سوال نمبر 15) امام حسن مجتبیٰ کا ذکر انتہائی گھٹیا طریقے سے کیا اور کہا حسن تے شے ای کوئی نہیں۔

(سوال نمبر 16) ایک انٹرویو میں کہتا ہے: بخاری مسلم میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت ابوسفیان کو سو اونٹ گفٹ کر دیئے غزوہ حنین کے موقع پر، صفوان کو سو اونٹ دے دیئے، ٹھیک ہے تو انصاری چند جو لونڈے لپاڑے تھے نوجوان لڑکے۔

اینکر نے کہا: یہ لونڈے لپاڑے کیا ہوتا ہے؟

مرزا کہتا ہے: یہ عربی اردو ڈکشنری میں آپ دیکھیے گا یہ لونڈے لپاڑے وہ ہوتے ہیں جو کم عمر کے بچے جن کے ذہن ابھی اتنے پختہ نہیں ہوتے۔ پھر کہتا ہے: رسول اللہ کے بارے میں کلمات کفر بک دیئے انصار مدینہ نے۔ پھر کہتا ہے: 295 سی لگتی ہے سیدھی سیدھی، اور اس زمانے میں جب اللہ کے نبی سامنے موجود ہیں۔ پھر کہتا ہے: آپ نے جو یہ کیڑا اٹھا نا دماغ سے وہ نکالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ یہ لوگ دنیا کا مال لے جائیں اور تم اللہ رسول کو ساتھ لے جاؤ۔

(سوال نمبر 17) ایک کلپ میں کہتا ہے: ہن دو گھوڑے جے، شیعہ داوی گھوڑاے اور معاویہ گھوڑاوی ہے جے، ایناں نے کڈیا ہویا اے نا اپنا۔

(سوال نمبر 18) ایک کلپ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا ہے: ناصبیوں اور رافضیوں کا باپ ان کا ماموں ہے یہ میری بات یادر کھیے گا۔

(سوال نمبر 19) لیکن یہ میں نے ان کو پہلے بتایا ہے کہ بھائی بنو امیہ کی چالیس بلکہ تمہارے ماموں کی چالیس جہاں پر ختم ہوتی ہیں ناوہاں سے ہماری عقل سٹارٹ ہوتی ہے۔

(سوال نمبر 20) مزید اسی ویڈیو میں کہتا ہے کہ صحابی ہونا کوئی فضیلت نہیں، نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد جو مرتد ہو وہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں کیا ہوتا ہے؟ جواب میں خود کہتا ہے کہ وہ صحابی ہوتا ہے۔

توہین شعائر اسلام

(سوال نمبر 21) ایک ویڈیو کلپ میں کہتا ہے: اگر یہ بت ہوتا مسلمانوں کا، مسلمان جوتیوں سمیت اس کے اوپر چڑھتے؟ سال میں دو دفعہ غلاف کعبہ چینج ہوتا ہے اور دونوں دفعہ سعودی حکومت کے جو کارندے ہیں' بڑے بڑے بوٹ پہنے ہوئے اس کے اوپر چڑھتے ہیں، یہ اس کو ریسپیکٹ دے رہے ہوتے ہیں؟ جوتیوں سمیت اوپر چڑھے ہوتے ہیں، بالکل ٹھیک کرتے ہیں، جوتیوں سمیت ہی چڑھنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے اور نہ یہ ہمارے معبود کی کوئی اس حوالے سے نشانی ہے کہ ہم اس کے آگے جھکتے ہیں۔

جنت کے بارے توہین آمیز لہجہ اختیار کرتے ہوئے ایک ویڈیو میں کہتا ہے: ایسی جنت پر میں لعنت بھیجتا ہوں کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہو۔

توہین اولیاء کرام

(سوال نمبر22) ایک ویڈیو میں کروڑوں مسلمانوں کے امام، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو "بھونکنے والا" قرار دیا۔

(سوال نمبر23) ایک کلپ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہتا ہے: اپنا بابا کہے کہ میرا پاؤں تمام اولیاء کی گردن پہ ہے یہ کہتے ہیں سبحان اللہ۔ اس وقت کہا کرو لعنت اللہ۔ اتنا متکبر کہ تو کہہ رہا ہے کہ میں تمام لوگوں کی گردن پر اپنا پاؤں رکھوں گا۔

(سوال نمبر24) مرزا مذکور نے مختلف ویڈیوز میں کروڑوں مسلمانوں کی عقیدتوں کا مرکز حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں معنوی تحریف اور غلط تشریح کرکے ان کو معاذ اللہ گستاخ رسول قرار دیا اور ان کے متعلق متعدد مرتبہ انتہائی گستاخانہ انداز سے گفتگو کرچکا ہے، بلکہ گالیاں تک دے چکا ہے۔

(سوال نمبر25) متعدد ویڈیوز میں ہندوستان کے عظیم صوفی بزرگ کروڑوں مسلمانوں کی عقیدتوں کا مرکز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شدید گستاخی کرتے ہوئے ان کا ذکر انتہائی گھٹیا طریقے سے کیا اور انہیں بارہا گستاخ رسول اور کافر قرار دیا اور جھوٹی من گھڑت کتابوں کے متروک مندرجات کو پڑھتے ہوئے پاکستان میں موجود کروڑوں مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور انہیں گستاخ رسول کہنا اس کا روز کا معمول اور مشغلہ ہے۔

(سوال نمبر 26) محدثین کرام، فقہاء عظام، علماء کرام اور بڑی بڑی مقتدر مذہبی شخصیات کا ذکر انتہائی توہین آمیز الفاظ اور انداز کے ساتھ کرنا اس کا معمول بن چکا ہے۔ اس نے فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم اور امام، امام ابو الحسین احمد بن محمد قُدُورِی کو کتوری پڑھا اور پھر تمسخر سے کہا کہ کتوری تو پنجابی میں کتے کے بچے کو کہتے ہیں۔

اب علماء کرام و مفتیان شرع متین سے سوال ہے کہ اس حوالے سے حکم شرعی بیان کیا جائے کہ کیا اس شخص پر توہین ثابت ہوتی ہے؟ کیا اس شخص کے بیانات سننے چاہئیں؟ کیا یہ شخص اللہ تعالیٰ کی توہین کا مرتکب اور آقائے دو عالم ﷺ، اہل بیت و صحابہ اور اولیاء و علماء کا گستاخ ثابت ہوتا ہے؟ یہ بھی واضح کردیں کہ مرزا پر توہین رسالت کا جو قانون لگا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس ضمن میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے نیز جو چند لوگ مرزا کے حق میں بول رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا بے قصور ہے اس نے فقط کرسچنز کی طرف منسوب کرکے ایک بات کی ہے، کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟ مرزا کو بے قصور کہنے والا اگر کوئی پیر ہو تو اس کی بیعت کا کیا حکم ہے؟ اگر امام ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور ان کے علاوہ عوام الناس میں سے جو لوگ اس کی گستاخیوں کا علم ہونے کے باوجود اس کی حمایت کررہے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: مرزا محمد علی انجینئر کی چند ویڈیوز کی تحریر پیش کی ہے، اس کے علاوہ اس کی کثیر ویڈیوز کے اندر توہین پر مبنی خلاف شرع، خلاف اسلام اور احکام شریعت میں تبدیلی کرنے کا مواد موجود ہے، جو بعد میں پیش کیا جائے گا، فی الحال سوال میں مذکور باتوں پر شرعی رہنمائی کردیں۔

سائل: مولانا محمد علی نقشبندی (جنرل سیکرٹری تحفظ ناموس رسالت محاذ، لاہور)

مولانا پیر بشیر احمد یوسفی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ یوسفیہ، چائینہ سکیم، لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سوال نامہ میں ذکر کردہ مرزا محمد علی انجینئر کے بیانات کو بغور پڑھا اور متعلقہ ویڈیوز کو دیکھنے اور سننے کے بعد اہل سنت شرعیہ کونسل اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مذکورہ شخص "مرزا محمد علی انجینئر جہلمی" اللہ رب العزت کی شانِ اُلوہیت و توحید میں شرک کرنے اور شانِ نبوت و رسالت خصوصا امام الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں توہین و گستاخی کرنے کا مرتکب ہوا ہے۔ اس شخص نے اپنے بیانات میں صحابہ کرام، اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، امت مسلمہ کے اکابر ائمہ عظام اور اولیائے کرام کی شان میں کثیر گستاخیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ نیز شعائرِ اسلام و مقدسات کی توہین، قرآن کریم اور احادیث میں تحریفِ معنوی کرنا اور دینِ اسلام کے نام پر من مانی تشریحات کر کے اپنے باطل نظریات کو پھیلانا اس کا وطیرہ اور عادت بد بن چکی ہے۔

لہٰذا مرزا محمد علی انجینئر جہلمی قرآن واحادیث اور فقہائے اسلام کی عبارات کی روشنی میں بدترین فتنہ پرور، بے دین، گمراہ، گمراہ گر ہے، یہ کفر وشرک، فساد فی الارض اور حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ اس پر توہین رسالت کا قانون ٹھیک لگا ہے بلکہ مزید دفعات بھی لگنی چاہئیں۔

استفتاء میں مذکور سوالات کے جوابات بالترتیب حسب ذیل ہیں:

شرک باری تعالیٰ

(جواب نمبر1) مرزا جہلمی کے مذکورہ بالا جملے مبنی بر ضلالت و گمراہی اور شرک ہیں، کیونکہ اس میں اس نے ایک تو لفظ "خدا" اور "God" مخلوق کے لیے استعمال کیا ہے اور دوسرا مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں اس کا شریک قرار دیا ہے اور ان دونوں باتوں سے شرک لازم آتا ہے۔

لفظ خدا کے حوالے سے یاد رہے کہ جس طرح اسم جلالت "اللہ" ذات باری تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور کسی غیر کے لیے استعمال کرنا یا کسی کا اپنے لیے استعمال کرنا ناجائز، حرام اور کفر ہے، اسی طرح لفظ "خدا" بھی ذات باری تعالیٰ کے لئے ہی مخصوص ہے، لہٰذا ان دونوں الفاظ کو بالعموم اور لفظ خدا کو بالخصوص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے استعمال کرنا ناجائز، حرام اور کفر ہے۔ لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس حوالے سے غیاث اللغات میں محمد غیاث الدین رامپوری (المتوفی 1242ھ) لکھتے ہیں: ''خدا بالضم بمعنی مالك وصاحب چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالی اطلاق نکنند'' یعنی لفظ خُدا حرف خا کی ضمہ کے ساتھ اس کے معنیٰ ہیں مالک اور صاحب۔ لیکن جب لفظ "خدا" مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ پر نہیں کیا جاتا۔ (غیاث اللغات مع منتخب اللغات، ص:243، مطبوعہ لکھنو۔ ہند)

لفظ God انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ Merriam-Webster میں George Merriam (1880ء) لفظ God کی وضاحت یوں کرتا ہے:

" God: the supreme or ultimate reality: such asthe being perfect in power, wisdom, and goodness who is worshipped (as in Judaism, Christianity, Islam, and Hinduism) as creator and ruler of the universe"

خدا: اعلیٰ ترین، مطلق حقیقت: یعنی وہ ہستی جو قدرت، حکمت اور نیکی میں کامل ہے اور جس کی عبادت کی جاتی ہے (جیسا کہ یہودیت، عسائیت، اسلام اور ہندومت میں)، کائنات کا خالق اور حاکم۔ (Marriam. Webster)

اسی وجہ سے فقہائے امت نے لفظ خدا کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے کسی طرح بھی استعمال کو کفر قرار دیا ہے چنانچہ فتاویٰ بزازیہ میں محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف کردی خوارزمی، بزازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 827ھ) لکھتے ہیں: "ولو قال: من خدائم یرید من خودیم، یکفر" ترجمہ: اگر کسی نے کہا میں خدا ہوں اور ارادہ کیا کہ میں خود ہی ہوں تو اس نے کفر کیا۔

(الفتاوی البزازیۃ، ج:2، ص:443، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اب اگر کوئی تاویل کا بہانہ کرے تو اس کا بھی فقہاء نے سد باب کیا ہے چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں شیخ امام فرید الدین عالم بن العلاء الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 786ھ) لکھتے ہیں: "ولو قال: من خدایم علی وجه المزاح یعنی خود آیم فقد کفر" یعنی اگر کوئی مذاق میں بھی کہے میں خدا ہوں یعنی خود آیا ہوں تو وہ کافر ہے۔ (فتاوی تاتارخانیہ، ج:4، ص:239، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یہی بات فتاوی ھندیہ، شیخ نظام وجماعتہ رحمۃ اللہ علیہم (المتوفی 695ھ) میں مذکور ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، ج:2، ص:284، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فتاوٰی رضویہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1340ھ) سے سوال ہوا کہ "بعض ذاکرین اپنے مرشد کو خدا کہتے ہیں اس نیت سے کہ اگر مرشد رہنمائی نہ کرے تو معرفتِ الٰہی کیسے حاصل ہو؟" تو آپ نے جواب دیا: "مرشد کو خدا کہنے والا کافر ہے، اور اگر مرشد اس کو پسند کرے تو وہ بھی کافر ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج:14، ص:611، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی طرح فتاویٰ شارح بخاری میں علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1421ھ) سے سوال ہوا کہ "ایک شخص ایک ولی کو خدا کہتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: "یہ مستان جو ایک ولی کو خدا کہتا ہے، کافر و مشرک اور اسلام سے خارج ہے۔"

(فتاویٰ شارح بخاری، ج:1، ص:177، دائرۃ البرکات، گھوسی ضلع مئو، انڈیا)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا خواہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں ہر حال میں کفر وشرک ہے۔ آخرت بالخصوص جنت، شرک جیسی نجس چیز سے بالکل پاک ہے۔ رب تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو۔ (سورۃ النحل، آیت:51)

اس آیت مبارکہ میں رب تعالی واضح فرما رہا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ، اور یہاں مطلقا خدا بنانے سے منع کیا گیا ہے جس کا مستفاد یہ ہے کہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تم نے میرے علاوہ کسی کے لیے خدائی کا اثبات نہیں کرنا جبکہ مرزا جہلمی ایک، دو نہیں بلکہ " ڈھیر سارے چھوٹے خداؤں" کا تصور لیے پھر رہا ہے جو کہ کھلا شرک ہے۔ دو خداؤں کے تصور کا رد کرتے ہوئے باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ ترجمہ: کیا جدا جدا رب بہتر یا ایک اللہ جو سب پر غالب۔ (سورۃ یوسف، آیت:39)

صحیحُ البُخاری میں محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 256ھ) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث لائے: "عن معاذ رضی اللہ عنه، قال: کنت ردف النبی صلی اللہ علیه وسلم علی حمار، یقال له: عفیر، فقال: یا معاذ هل تدری ما حق اللہ علی عبادہ وما حق العباد علی اللہ، قلت: اللہ ورسوله اعلم، قال: فإن حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ، ولا یشرکوا به شیئا، وحق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرك به شیئا الخ" یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس دراز گوش پر سوار تھے، میں بھی

اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس دراز گوش کا نام عفیر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، ص400، رقم الحدیث:2856، مکتبہ یادگار شیخ)

حدیث پاک میں بیان ہوا کہ اللہ کا بندوں پر حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، تو یہ دلیل ہے کہ عبادت "الٰہ" کی ہوتی ہے اور "الٰہ" "خدا" ہوتا ہے اور خدا اپنی خدائی میں کسی کو شریک نہیں بناتا اور جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کا اجر یہ دیتا ہے کہ وہ بندوں کو عذاب نہیں دے گا اور ان کو جنت کی نعمتیں عطا کرے گا۔ لہٰذا جو اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو کسی معاملے میں شریک ٹھہرائے اس نے حق الوہیت اور حق عبودیت ادا نہ کیا تو وہ عذاب کا مستحق ٹھہرا۔

آخرت اور جنت شرک سے پاک ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ کی جو سب پر غالب ہے۔ (سورۃ المومن، آیت:16)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا﴾ ترجمہ: اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہے اور وہ دن کافروں پر سخت ہے۔ (سورۃ الفرقان، آیت:26)

مگر تف ہے مرزا جہلمی کی غلیظ سوچ پر کہ اس نے نعمتوں کے ملنے کو خدائی میں شراکت داری قرار دیا جو سراسر حماقت اور باطل محض ہے۔ دراصل مرزا جہلمی اس دعویٰ میں پہلا نہیں، اس سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکا خلیفہ بشیر الدین اس قسم کے مردود دعوے کر چکے ہیں جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے۔ مرزا بشیر الدین اپنی کتاب انوار العلوم میں لکھتا ہے: "ورنہ نجات اصل میں جنت میں داخل ہونے کا نام نہیں بلکہ ان صفات کا انسان کے اندر پیدا ہو جانا نجات ہے جو خدا میں پائی جاتی ہیں۔" (انوار العلوم، ج:17، ص:75)

اسی طرح مرزا قادیانی خود اپنی کتاب روحانی خزائن میں کہتا ہے: "رأیتنی فی المنام عین اللہ فتیقنت أنّنی هو ولم یبق لی إرادة ولا خطرة ولا عمل من جهة نفسی" یعنی میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں، اور میرا اپنا کوئی ارادہ، خیال یا عمل باقی نہ رہا۔ (روحانی خزائن، ج:5، ص:564، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ، اسلام آباد)

گویا مرزا قادیانی خدائی صفات کے دعوے کے ساتھ خدائی کا بھی مدعی تھا، اور مرزا جہلمی (انجینئر) آخرت میں "منی خدا" Mini God بننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لہٰذا انجینئر مرزا اور اس سے پہلے مرزا قادیانی خدائی کے اس تصور کی بنیاد پر بھی کافر ہیں اور ہر وہ شخص جو ان کے نظریہ کا حامی ہو وہ بھی اسی طرح کافر ہے کیونکہ کوئی شخص اپنے لیے یا کسی دوسرے کے لیے خدا ہونے، بڑا خدا ہونے یا چھوٹا خدا ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر و مشرک اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، بلکہ ایک مقام پر جب اس سے ملتے جلتے مسئلہ کے بارے میں خود مرزا جہلمی سے اس کے مسئلہ نمبر B.199 میں پوچھا گیا (جس کی ویڈیو اس کے یوٹیوب چینل پر موجود ہے) تو ویڈیو کے ایک گھنٹہ 41 منٹ 33 سیکنڈ پر سوال ہوا "شوہر کو مجازی خدا کہنا کیسا ہے؟" مرزا جہلمی نے جواب دیا: "یہ غلط ہے۔ خدا تو ایک ہی ہے۔ مجازی کا لفظ بھی نہیں استعمال کرنا۔۔۔ مطلب حقیقت کا کوئی مجاز تو ہے ہی نہیں۔ اللہ ایک حقیقت ہے، خدا تو ایک ہی ہے، اس کا مجاز کیسے ہو سکتا ہے۔" پھر اسی ویڈیو میں ایک گھنٹہ 43 منٹ 37 سیکنڈ پر دوبارہ سوال

ہوا۔ "ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ شوہر تمہارا مجازی خدا ہے، کیا یہ کلمہ کفر نہیں ہو گا؟" تو مرزا جہلمی نے کہا "کلمہ کفر ہے، کیوں نہیں؟ کلمہ کفر ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اس نے خود اپنی ویڈیوز میں مجازی خدا ماننے کو کفر قرار دیا ہے۔ یعنی مرزا جہلمی خود اپنی زبان سے اقرار کر چکا ہے کہ کسی کے لیے لفظ خدا یا چھوٹا خدا استعمال کرنا کفر ہے چہ جائیکہ دعویٰ خدائی کیا جائے اور کہا جائے کہ کوئی آخرت میں جا کر چھوٹا خدا یا Mini God بن جائے گا حالانکہ شرک نجاست ہے اور مشرک نجس اور جنت ان دونوں سے پاک ہے۔ **لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا قرآن وحدیث اور اپنے اقوال کی روشنی میں کفر وشرک کا مرتکب ہو چکا ہے۔**

توہین رسالت

(جواب نمبر2) حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کی ذات بابرکات سے والہانہ محبت و وارفتگی ہی اصل ایمان اور جان دین ہے۔ جب تک تاجدار انبیاء ﷺ کے ساتھ ہر شے سے بڑھ کر محبت نہ ہو جائے بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوٰنُكُمْ وَاَزْوٰجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوٰلُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرمائیں اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے (سگے) بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے مَندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور رہائشی مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو زیادہ محبوب ہوں تمہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔　(سورۃ التوبہ، آیت: 24)

صحیح مُسلم میں مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشيري النيسابوري رحمة الله عليه (المتوفی 261ھ) روایت کرتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا: "لايومن احدكم حتى اكون احب اليه من ولده ووالده والناس اجمعين" ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی اولاد اور والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں کرتا۔　(مسلم شریف، ج:1، ص:49، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر رسول اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر عقائد قطعیہ یقینیہ میں سے ہے اور جو بدبخت آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وبے ادبی کا ارتکاب کرتا ہے وہ اس عقیدہ قطعیہ کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر، مرتد اور جہنمی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔　(سورۃ الفتح، آیات: 8،9)

اس آیت میں آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا تاکیدی حکم ہے، یہی وجہ ہے کہ الشفاء میں القاضی ابو فضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تذکرہ کے وقت واجب آداب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وذكر تلك الاحوال الواجب من توقيره وتعظيمه ويراقب حال لسانه ولا يهمله وتظهر عليه علامات الادب" ترجمہ: رسول مکرم ﷺ کے احوال کو بیان کرتے وقت یہ بات واجب ہے کہ تعظیم وتوقیر سے بیان کرے اور اپنی زبان کی سخت نگرانی رکھے، اسے کھلا نہ چھوڑ دے اور اس پر ادب کی علامات ظاہر ہوں۔

(شفاء، ج:1، ص:809، طبع جائزۃ دبئی الدولۃ للقرآن الکریم)

نبی اکرم ﷺ کی ذات وصفات، احوال اور آپ سے منسوب ہر چیز کی تعظیم وتوقیر ہر حال میں لازم لازم اشد لازم ہے اور آپ ﷺ کو ایذا دینا' دنیاوآخرت میں باعثِ لعنت اور دردناک عذاب کا سبب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت:57)

یہاں پہلے توہین رسالت کے حوالے سے قدرے وضاحت کر دی جاتی ہے تاکہ آئندہ بیان ہونے والے مسائل کی صحیح تفہیم ہو جائے۔

نبی مکرم ﷺ کی ذات وصفات میں عیب جوئی کرنا، نقص نکالنا، طعنہ زنی کرنا یا آپ ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہنا یا بطریق مذمت ایسی چیز آپ کی طرف منسوب کرنا جو آپ کی شایان شان نہ ہو، ضلالت وگمراہی کی نسبت آپ کی طرف کرنا، گالی دینا، آپ کی تکذیب کرنا توہین رسالت ہے۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1225ھ) رقمطراز ہیں: ''من اذی رسول اللہ بطعن فی شخصه او دینه او نسبه اوصفة من صفاته اوبوجه من الوجوه الشین فیه صراحة اوکنایة اوتعریضا اواشارة کفر ولعنه اللہ فی الدنیا والاخرة واعدله عذاب جهنم'' ترجمہ: جس شخص نے رسول مکرم ﷺ کو صراحتاً، کنایۃً، تعریضاً یا اشارۃً کسی طریقہ سے، عیب کی جملہ وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے یا آپ کی صفات میں سے کسی ایک صفت میں، یا آپ کے نسب، آپ کے دین یا آپ کی ذات مقدسہ کے متعلق کسی قسم کی زبان طعن دراز کر کے اذیت دی تو وہ کافر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں اس پر لعنت کی اور اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(تفسیر مظہری، ج:7، ص:382، داراحیاء التراث العربی)

نبی مکرم ﷺ کے لئے ایسا لفظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں جس میں توہین والا معنی پایا جائے اگرچہ توہین والا معنی کسی دوسری زبان میں ہو یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی عزت وناموس کی خاطر لفظ ''راعنا'' بولنے سے منع کر دیا حالانکہ مسلمانوں کے ہاں اس کا معنی ہے: ''ہماری رعایت فرمائیے'' جب کہ یہودیوں کے ہاں یہ لفظ ''بد دعا'' اور ''گستاخی'' کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''ترجمہ: اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:104)

مکتوبہ آیت کی تفسیر میں تفسیر قرطبی میں ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 671ھ) لکھتے ہیں: ''وکان هذا بلسان الیهود سبا ای اسمع لا سمعت فاغتنموها وقالوا کنانسبه سرا فالآن نسبه جهرا فکانوا یخاطبون بها النبی ﷺ ویضحکون فیما بینهم فسمعها سعد بن معاذ وکان یعرف لغتهم فقال للیهود علیکم لعنت اللہ لئن سمعتها من رجل منکم یقولها للنبی ﷺ لا ضربن عنقه فقالوا اولستم تقولونها فنزلت الایة ونهوا عنها لئلا تقتدی بها الیهود فی اللفظ وتقصد المعنی الفاسد فیه'' یعنی یہود کی لغت میں یہ لفظ ''بد دعا'' کے لئے تھا اور اس کا معنی تھا'' سنو تمہاری بات نہ سنی جائے۔'' انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور کہنے لگے کہ پہلے ہم ان کو تنہائی میں بد دعا دیتے تھے اور اب لوگوں میں اور بر سر مجلس ان کو بد دعا دینے کا موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ تو وہ نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے '' راعنا'' کہتے اور آپس میں ہنستے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو یہود کی لغت کا علم تھا۔ انہوں نے جب ان سے یہ لفظ سنا تو انہوں نے کہا: تم پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں نے تم کو آئندہ نبی کریم ﷺ کے لئے یہ لفظ کہتے ہوئے سنا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ یہود نے کہا: کیا تم لوگ یہ لفظ نہیں کہتے؟

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے کہا گیا(جب کوئی بات سمجھ نہ آئے تو) تم " راعنا" نہ کہو بلکہ " انظرنا" کہو(ہم پر نظر رحمت اور مہربانی فرمائیں) تاکہ یہود کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ صحیح تلفظ کو غلط معنی میں استعمال کریں اور پہلے ہی نبی ﷺ کی بات غور سے سن لیا کرو تاکہ یہ نوبت نہ آئے۔ (الجامع لاحکام القرآن، ج:2، ص:57، دار عالم الکتب)

حضور نبی رحمت ﷺ کو اذیت دینے والے کافر ہیں، جو شخص آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کا مرتکب ہو تو اسلام، شریعت اور آئین پاکستان کی دفعہ "ت پ 295 سی" کے تحت اس کی سزا سزائے موت ہے۔صحیح بخاری میں ہے کہ ابورافع گستاخ کے قتل کی اجازت حضور علیہ السلام نے دی کیونکہ " وكان أبو رافع يؤذي رسول الله ﷺ ويعين عليه"ترجمہ: ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتا اور آپ کے خلاف تعاون کرتا تھا۔

(صحیح البخاری، باب قتل أبي رافع عبد الله بن أبي الحقيق، جلد5، صفحہ 91، دار طوق النجاۃ)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پاک مروی ہے "أن يهودية كانت تشتم النبي ﷺ وتقع فيه فخنقها رجل حتى ماتت فأبطل رسول الله ﷺ دمها"ترجمہ: بلاشبہ ایک یہودیہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی اور آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دیا۔ (سنن أبي داود، باب الحكم فيمن سب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، جلد4، صفحہ 129، المكتبة العصرية، بيروت)

درمختار میں علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی1088ھ) فرماتے ہیں:" الكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حداً ولاتقبل توبته مطلقا"ترجمہ: جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی ﷺ کی توہین کی وجہ سے کافر ہوا اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلقا قبول نہیں کی جائے گی۔ (درمختار مع رد المحتار، ج:3، ص:317، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبد العزیز الدمشقي الحنفي رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی1252ھ) فرماتے ہیں:" اجمع المسلمون ان شاتمه كافر وحكمه القتل ومن شك في عذابه وكفره كفر"ترجمہ: امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کا گستاخ کافر ہے، اس کا حکم قتل ہے اور جس نے ایسے گستاخ کے عذاب اور کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

(فتاوی شامی، ج:3، ص:317، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ)

الشفاء میں القاضی ابو فضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی 544ھ) لکھتے ہیں:" من سب رسول الله ﷺ او شتمه او عابه او تنقصه قتل مسلما كان او كافرا ولايستتاب"ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا عیب لگایا یا آپ کی تنقیص کی اس کو قتل کیا جائے گا، مسلمان ہو یا کافر اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، جلد2، ص216، دار الفکر)

فقہ اسلامی کی مشہور کتاب خلاصۃ الفتاوی میں شیخ طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی542ھ) لکھتے ہیں:"من شتم النبي ﷺ او اهانه اوعابه في امور دينه اوفي شخصه اوفي وصف من اوصاف ذاته سواء كان الشاتم مثلاً من امته اوغيرها وسواء كان من اهل الكتاب اوغيره ذميا كان حربيا سواء كان الشتم اوالاهانة اوالعيب صادرا عنه عمدا اوسهوا اوغفلة اوجدا اوهزلا فقد كفر خلودا بحيث ان تاب لم تقبل توبته ابدا وحكمه القتل قطعاً"ترجمہ: جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی، آپ کی اہانت کی یا آپ ﷺ کے دینی امور میں یا آپ ﷺ کی شخصیت میں یا آپ ﷺ کے ذاتی اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب جوئی کی۔ برابر ہے کہ وہ توہین

کرنے والا آپ ﷺ کی امت سے ہو یا کسی اور امت سے، خواہ وہ آدمی کتابی ہو یا غیر کتابی، ذمی ہو یا حربی اور یہ بھی برابر ہے کہ گالی، توہین یا عیب اس سے عمدا، سہوا، غفلت، سنجیدگی یا استہزاء سے صادر ہو۔ تحقیق اس نے دائمی کفر کیا۔ اس طرح کہ اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو ضرور قتل کیا جائے۔ (خلاصۃ الفتاوی، ج:4، ص:386، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

رسول اکرم نبی محتشم ﷺ کے لئے لفظ "دج ال" بولنا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس کے سخت خلاف ہے، کہ لفظ "دجال" بناہے "دجل" سے۔ جس کا معنی ہے جھوٹ، فریب ملمع سازی اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنا۔ دجال اسم مبالغہ ہے جس کا معنی ہوا بہت جھوٹا یا فریب دینے والا۔ اسی طرح احادیث طیبات میں بھی جھوٹوں کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا اور ان کی مذمت بیان کی گئی اور عرفا بھی یہ بطور عیب اور طعن کے استعمال ہوتا ہے لہٰذا یہ لفظ لغۃ، شرعا اور عرفا ہر لحاظ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہے۔ رہا یہ عذر کہ یہ کرسچنز کی طرف منسوب کر کے کہا گیا تو یاد رہے کہ کرسچنز کی الہامی کتاب انجیل میں ایسا کوئی لفظ وارد نہیں ہے، اور کرسچن کمیونٹی بھی اس کا انکار کر چکی ہے، اور اگر کوئی شخص کسی مقدس ہستی کے بارے میں گستاخانہ بات بطور حکایت بیان کرے اور وہ ثابت نہ کر سکے تو یہ گستاخانہ بات قائل کی طرف سے ہی شمار کی جائے گی اور اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔

الشفاء میں القاضی ابو فضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ) لکھتے ہیں: "وان اتهم هذا الحاكى فيما حكاه انه اختلقه ونسبه الى غيره او كانت تلك عادة له او ظهر استحسانه لذلك أو كان مولعا بمثله والاستخفاف له او التحفظ لمثله وطلبه و رواية أشعا هجوه صلى الله عليه وسلم وسبه فحكم هذا حكم الساب نفسه يؤاخذ بقوله ولاينفعه نسبته إلى غيره فيبادر بقتله ويعجل إلى الهاوية" ترجمہ: اور اگر (توہین و تنقیص رسالت پر مبنی قول کو) حکایت کرنے والا اس حکایت کیے ہوئے سے متعلق متہم ہو کہ اس نے یہ بات خود گھڑی ہے اور اس کو کسی اور کی طرف منسوب کر دیا ہے یا یہ کہ ایسا کرنا اس کی عادت ہے یا اس کا اس بات کو پسند کرنا ظاہر ہو جائے یا وہ ان باتوں کا شوق رکھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استخفاف اور آپ کی ھجو کا سننے والا ہے اور ان کو محفوظ کرنے یا درکھنے یا سننے یا اشعار کو جمع کرنے میں مشغول ہے تو اس آدمی کا حکم قصدا گستاخی کرنے والے کی طرح ہے۔ اس کے قول پر گرفت کی جائے گی، اگرچہ دوسرے کی طرف منسوب کرے۔ اس سے نجات نہ پائے گا اور اسے فورا قتل کر کے جلد از جلد جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (الشفاء، فصل الوجہ السادس، ج:2، ص:246، دار الفکر الطباعۃ والنشر)

ہمارے ہاں کرسچن کمیونٹی کے ذمہ داران، ان کے مذہبی رہنما میڈیا پر آکر اعلان کر چکے ہیں کہ مرزا جہلمی کے کہے الفاظ سے ہم براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ جب یہ لفظ کرسچن کمیونٹی اور ان کی الہامی کتاب سے ثابت نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ مرزا جہلمی کی طرف سے یہ لفظ گھڑا گیا ہے۔ مرزا جہلمی جو حوالہ پیش کرتا ہے اس میں لفظ دجال نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ہے اور اس لفظ دجال سے پہلے حضور علیہ السلام کے لیے لفظ "چھوکرا" بھی استعمال کرنا اس پر دلیل ہے کہ یہ اس کی عادت بد ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہ لفظ مرزا کی طرف سے ہی شمار کیا جائے گا اور اس کا یہ کہنا کہ "مجھے قرآن اجازت دے رہا ہے کہ میں اس عورت سے شادی کر سکتا ہوں اگر وہ کسی کرسچن کی بیٹی ہے۔ کس عورت کے ساتھ؟ جو میرے نبی کو دج ال سمجھتی ہے۔" مرزا جہلمی کی یہ بات بالکل غلط ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر افتراء ہے کیونکہ اگر کرسچن عورت ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو دج ال کہے تو وہ شرعا گستاخ رسول ہے اور گستاخ رسول اہل کتاب عورت سے کسی بھی مسلمان کا نکاح کرنا جائز نہیں۔

بالفرض اگر کوئی کرسچن یہ کلمہ بولتے بھی ہوتے تب بھی مرزا کا اس انداز سے یہ کلمات کہنا جائز نہ تھا کہ وہاں یہ گفتگو کرنے کی حاجت ہی نہ تھی، اس لیے کہ اس وقت مرزا رد نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنا فاسد نظریہ ثابت کر رہا تھا اور اگر مرزا کا وہ بیان بغور سنا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ

اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا اور بار بار یہ لفظ بول کر کہہ رہا ہے کہ "وہ عیسائی عورت اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دجال سمجھے لیکن قرآن پھر بھی اس سے نکاح کی اجازت دے رہا ہے۔" کیونکہ قرآن پاک میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ عورت حضور ﷺ کو دجال بھی کہتی ہو۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 5 اور اس کا ترجمہ یہ ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ترجمہ: آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے اور پارسا (پاک دامن) عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے اور نہ آشنا بناتے اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کے اعمال سب ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والا ہے۔ (سورۃ المائدہ، آیت 5)

لہٰذا یہ قرآن کی تحریف معنوی ہے جو کہ شرعا حرام ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "ان المراد بالتحریف القاء الشیء الباطلة والتأویلات الفاسدة وصرف اللفظ عن معناہ الحق إلی معنی باطل بوجوہ الحیل اللفظیة، کما یفعلہ أهل البدعة فی زماننا هذا بالآیات المخالفة لمذاهبهم" ترجمہ: تحریف سے مراد یہ ہے کہ اس آیت وحدیث میں باطل شبہات ڈال دیئے جائیں، فاسد تاویلات کی جائیں اور لفظ کو صحیح معنی سے پھیر کر غلط معنی میں تبدیل کر دیا جائے جیسا کہ ہمارے زمانے کے گمراہ لوگ قرآن پاک کی وہ آیات جو ان کے مذہب کے خلاف ہوتی ہیں۔ ان سے باطل معنی مراد لیتے ہیں۔ (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 93، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی، 544ھ) شان رسالت کے خلاف بات ذکر کرنے کی صورتیں بیان کرتے ہوئے الشفاء بتعریف حقوق المصطفی میں فرماتے ہیں: "فلیس التفکہ بعرض رسول اللہ ﷺ والتمضمض بسوء ذکرہ لاحد، لا ذاکرا ولا اثرا لغیر غرض شرعی بمباح" ترجمہ: پس رسول اللہ ﷺ کی عزت وحرمت کے بارے میں ہنسی مذاق کرنا اور آپ کا برے لفظوں میں ذکر زبان پر لانا کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے نہ (خود) کہنے والے کے لیے اور نہ ہی کسی اور سے (نقل کرکے) بیان کرنے والے کے لیے، جب تک کہ کوئی واضح شرعی مقصد نہ ہو جو مباح (جائز) ہو۔ (شفاء شریف، جلد 2، صفحہ 245، دار الفکر)

اس عبارت میں صراحت ہے کہ اگر کسی نے گستاخی والا جملہ بولا بھی ہو اور نقل کرکے بیان کرنے والا اگر اس گستاخانہ جملے کو بغیر کسی صحیح مقصد کے بیان کرے تو یہ بھی ناجائز وحرام ہے اور چونکہ کرسچنز سے ایسا جملہ ثابت نہیں بلکہ وہ اس کے منکر ہیں تو شفاء شریف کی مذکورہ عبارت کے مطابق گستاخی پر مبنی جملہ "دجال" مرزا انجینئر کی طرف منسوب ہو گا۔

مرزا جہلمی بنیادی طور پر ایک جاہل، دینی تعلیم سے عاری، انتہائی بے باک، بد اخلاق، بدتمیز اور بازاری زبان کا حامل شخص ہے۔ اس کے اقوال وکردار سے رسوائے زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اپنے اقوال کی روشنی میں درپردہ قادیانیت کا پرچار کر رہا ہے۔ یاد رہے مقدس ہستیوں کے حوالے سے مرزا جہلمی کی یہ پہلی زبان درازی نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، اہل بیت اطہار واصحاب رسول رضی اللہ عنہم اور خصوصا اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بارے انتہائی گھٹیا، بازاری زبان اور گستاخانہ جملے بول چکا ہے۔ یہ سب علم دین اور عقل وشعور سے عاری ہونے کی وجہ سے ہے۔ ایسے جاہل بندے کا ایک اسلامی ملک میں وعظ وتبلیغ کرنا لمحہ فکریہ ہے؟ اس بندے کی جہالت پر مبنی باتوں اور اکابرین امت کی شان میں گستاخیوں سے ملک فرقہ واریت کی دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔

(جواب نمبر3) حضرت رسول اکرم ﷺ کے لئے لفظ چھوکرا استعمال کرنا شرعاناجائز و حرام اور آپ ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص ہے۔ ہمارے عرف میں لفظ چھوکرا تعظیم و تکریم اور اچھے معانی میں نہیں بولا جاتا کیونکہ تعظیم و توقیر اور توہین کا معیار عرف پر ہوتا ہے۔

فتح القدیر میں کمال الدین محمد بن عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 861ھ) لکھتے ہیں:" فیحال علی المعھود من وضعھا حال قصد التعظیم "ترجمہ: تعظیم مقصود ہونے کے وقت اسے عرف پر محمول کیا جائیگا۔ (فتح القدیر، باب صفۃ الصّلوٰۃ، جلد1، صفحہ 292، دار الکتب العلمیہ)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: " ادب و توہین کا مدار عرف پر ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج:4، ص:409 رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لفظ "چھوکرا" کے لغت میں مندرجہ ذیل معانی آئے ہیں، فرہنگ آصفیہ میں ہے: اسم مذکر۔ لڑکا۔ اَمرَد۔ سادہ رو۔ غلام۔ چیلا۔ نادان۔ ناتجربہ کار۔ (فرھنگ آصفیہ، ج:2، ص:147، اردو سائنس بورڈ، لاہور)

فیروز اللغات میں مولوی فیروز الدین (المتوفی 1949) لکھتے ہیں: "لڑکا۔ کمسن نوکر۔ چیلا۔ نادان۔ ناتجربہ کار"

(فیروز اللغات، ص:585 فیروز سنز پرائیویٹ لیمیٹڈ لاہور)

ایسے الفاظ جن میں غلط معنی کا ایہام ہو یعنی جس کے دو معنی ہوں اچھے اور برے، اور الفاظ بولنے میں اس برے معنٰی کی طرف بھی ذہن جاتا ہو تو وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بولنے سے شریعت مطہرہ میں منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر سورہ بقرہ کی آیت 104 کے حوالے سے تفصیلا بیان کیا گیا ہے۔

مرزا جہلمی نے یہ کہا تھا کہ پادریوں نے یہ لفظ بولا تھا مگر جب اس سے سوال ہوا کہ کس بڑے پادری نے رسول اللہ ﷺ کے لئے لفظ چھوکرا استعمال کیا تھا اس کا نام اور کتاب کا حوالہ پیش کرے۔ تو مرزا جہلمی اس کا جواب نہ دے سکا اور اسے کسی پادری سے ثابت نہ کر سکا۔

جبکہ مرزا جہلمی کے بارے کسی نے یہ لفظ بولا تو مرزے نے جوابا کہا:" ذرا یہ لینگویج سنیں ان (علماء) کی کہ یہ انجینئر محمد علی مرزا ایک جاہل چھوکرا ہے یہ الفاظ دیکھیں حالانکہ مجھ سے تو کوئی پانچ سات سال ہی بڑے ہوں گے لیکن یہ الفاظ ذرا آپ دیکھیں کس طرح کی بازاری لینگویج استعمال کی ہے۔"

یہ ویڈیو موجود ہے، اس وڈیو میں خود مرزا لفظ چھوکرا استعمال کرنے کو بازاری لینگویج قرار دے رہا ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کیلئے بازاری زبان استعمال کرنا توہین نہیں؟ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا جہلمی کے ہاں بھی " چھوکرا" توہین پر مبنی لفظ ہے۔

پھر یاد رہے کہ مطلقا اور بالخصوص اعلان نبوت سے لے کر ہجرت مدینہ اور اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے لفظ "چھوکرا" استعمال کرنا نہ لغۃ درست ہے، نہ عرفا اس کا کوئی محل اور نہ شرعا جائز۔ یہ لفظ حقارت واستہزاء پر مبنی اور رسول پاک ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص و توہین ہے۔

(جواب نمبر4) رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کو بار بار فالتو کہنا بے ادبی ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک رحمتوں ، برکتوں سے مزین ہوتا ہے۔ آپ کے عمل مبارک کو فالتو وہی کہے گا جو بد بخت ہو۔ لفظ فالتو اردو زبان کا لفظ ہے، اس کا معنی ہے: بے کار، غیر ضروری، حاجت سے زیادہ، فضول۔

لغت کی معروف کتاب فیروز اللغات، ص 923 پر فالتو کا معنی لکھتے ہیں: بے کار، فضول، پہاڑی لوگ، قلی وغیرہ۔ یاد رہے عربی میں "فالتو" کے لئے لفظ "عبث" استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿ اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴾ ترجمہ: تو کیا یہ

سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ (سورۃ المومنون، آیت:115)

جبکہ لفظ "نفل" کا معنی ہے: عطیہ، تحفہ، قرآن پاک میں ہے:﴿وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ ترجمہ: رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لئے عطیہ ہے قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت:79)

تفسیر بغوی میں ابو محمد حسین بن مسعود البغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 561ھ) لکھتے ہیں: "قال مجاهد وعطاء معنى النافلة العطية" ترجمہ: 'حضرت مجاہد اور حضرت عطاء نے فرمایا: نافلہ کا معنی عطیہ ہے۔ (تفسیر بغوی، ج:5، ص:330، دار طیبۃ للنشر والتوزیع)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کی تحسین کی گئی ہے اور اس کی وجہ سے بھی مقام و مرتبہ میں اضافہ کیا گیا ہے اور نفل تقرب الہٰی کا بہترین سبب اور فرائض میں ہونے والی کمی کو پورا کرتا ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہو، فرائض کی کمی کو پورا کرنے والی ہو وہ فالتو نہیں ہو سکتی۔ حدیث شریف میں ہے: "عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله قال من عادى لى وليا فقد اذنته بالحرب وما تقرب الى عبدى بشىء احب الى مما افترضت عليه ومايزال عبدى يتقرب الى بالنوافل حتى احبه" ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میرے ولی سے عداوت رکھی سو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ کسی ایسی عبادت سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے ان عبادات سے زیادہ پسندیدہ ہو جو میں نے اس پر فرض کیں اور میرا بندہ نوافل کے ساتھ مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ج:2، ص:490، رقم الحدیث 6502 مکتبہ رحمانیہ لاہور)

لہٰذا مرزا کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کو بار بار فالتو کہنا سخت ناجائز و حرام اور اشارتاً و کنایتاً آپ علیہ السلام کی توہین پر مبنی ہے جبکہ احادیث طیبہ میں سنت کی اصطلاح موجود ہے۔ جامع ترمذی کی حدیث پاک ہے "عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ثابر على ثنتى عشرة ركعة من السنة بنى الله له بيتا فى الجنة: أربع ركعات قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء، وركعتين قبل الفجر" ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بارہ رکعات سنتوں پر کاربند رہے اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ چار سنتیں ظہر کے فرضوں سے پہلے، دو بعد میں، دو رکعات بعد مغرب، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 537، دار الغرب الإسلامي، بیروت)

(جواب نمبر 5) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سراپا رحمت بنا کر اس امت میں مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ (الانبیاء، آیت:107)

رحمت کی غایت احسان ہی ہے یعنی جو سراپا رحمت ہو وہ مرکز احسان ہو گا تو اس لحاظ سے سرکار کریم ﷺ کا ہر قول، فعل اور عمل احسان ہی ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(سورۃ آل عمران، آیت 164)

اللہ تعالیٰ کا احسان حضور ہی ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک تمام امت متفق ہے کہ سرکار ﷺ کے احسانات جیسا ہم پر کسی کا احسان نہیں جبکہ مرزا وہ غلیظ الفکر شخص ہے جو آپ ﷺ کے احسانات کا منکر ہوا ہے۔ **لہذا مطلقا نبی کریم ﷺ کے احسان کا انکار کرنے والا شخص بدمذہب، بے دین شخص ہے۔** ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے احسانات گنوائے، ایک جنگ کے بعد مال غنیمت تقسیم کرنے کے موقع پر حضرت رسول اکرم ﷺ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "یا معشر الانصار الم اجدکم ضلالا فھداکم اللہ بی وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی وعالۃ فاغناکم اللہ بی کلما قال شیئا قالوا اللہ و رسولہ امن "ترجمہ: اے انصار کی جماعت کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تم کو ہدایت دی اور تم بکھرے ہوئے (اور آپس میں دشمن) تھے تو اللہ نے میرے سبب سے (تمہارے دلوں میں) محبت و الفت ڈال دی، اور تم محتاج تھے تو اللہ نے میرے سبب سے تمہیں غنی کر دیا۔ آپ ﷺ ان مذکورہ باتوں میں سے جو بات بھی ارشاد فرماتے تو صحابہ کرام عرض کرتے کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔

(بخاری، ج:2، ص:98، رقم الحدیث 4330، کتب المغازی، باب غزوۃ الطائف، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ محسن (احسان فرمانے والے) ہیں۔

(جواب نمبر 6) جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ان کے بارے یہ جملے بولنا ان کی توہین و گستاخی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر نبی علیہ السلام کی گستاخی کفر ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کو مفسرین کرام نے درج ذیل آیت کے تحت ثابت کیا ہے۔

ارشادی باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ﴾ ترجمہ: اور میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا۔ (سورۃ الکھف، آیت:82)

اس کے تحت تفسیر ابن کثیر میں اسماعیل بن عمر ابن کثیر (التوفی 774ھ) لکھتے ہیں: "﴿وما فعلتہ عن امری﴾ لکنی امرت لہ ووقفت علیہ وفیہ دلالۃ لمن قال بنبوۃ الخضر علیہ السلام "ترجمہ: (اور میں نے خود سے نہیں کیا) لیکن مجھے اس کا حکم ہوا اور میں اس پر آگاہ ہوا، اس میں ان کے لیے دلیل ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد 9، صفحہ 179، مؤسسہ قرطبہ)

تفسیر روح البیان میں شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1137ھ) فرماتے ہیں: "﴿عن امری﴾ من رأیی و اجتھادی و انما فعلتہ بامر اللہ ووحیہ "ترجمہ: ﴿عن امری﴾ اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے اور میں نے اللہ کے حکم اور اس کی وحی سے یہ کیا ہے۔

(روح البیان، ج:5، ص:289، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

السراج المنیر میں محمد الشربینی الخطیب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1570ء) فرماتے ہیں: "احتج من ادعی نبوۃ الخضر با مور احدھما، قول التعالی ﴿اتیناہ رحمۃ من عندنا﴾ والرحمۃ ھی النبوۃ، قال تعالی ﴿و ماکنت ترجو ان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک﴾ سوۃ القصص، آیت:86﴾ والمراد من ھذہ الرحمۃ النبوۃ۔۔۔ الثانی قولہ تعالی ﴿وعلمناہ من لدنا علما﴾ وھذا یقتضی ان اللہ تعالی علمہ بلا واسطۃ تعلیم معلم ولا ارشاد مرشد و کل من علمہ اللہ تعالی بلا واسطۃ البشر وجب ان یکون نبیا یعلم الامور بالوحی من اللہ تعالی۔۔۔ الثالث ان موسی علیہ السلام قال ﴿ھل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت﴾ والنبی لا یتبع غیر نبی فی التعلم۔۔۔ الرابع انہ اظھر علی موسی الترضع حیث قال ﴿ولا اعصی لک امرا﴾ وھذا یدل علی ان کان فوق موسی ومن لا یکون نبیا لا یکون فوق نبی۔۔۔ الخامس ﴿وما فعلتہ عن امری﴾ وفی المعنی: انی فعلتہ بوحی من اللہ وھذا یدل علی النبوۃ۔۔۔ السادس ما روی ان موسی علیہ السلام لما وصل الیہ قال: السلام علیک، ،قال وعلیک السلام یا نبی بنی اسرائیل فقال موسی من عرفک ھذا قال الذی بعثک التی، وھذا یدل علی انہ انما عرف ذلک بالوحی والوحی لا یکون الا مع

النبوۃ وبالجملۃ فالجمھور علی انه نبی'' ترجمہ: جس نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کا دعوی کیا اس نے کئی چیزوں سے استدلال کیا ان میں سے پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿اتیناہ رحمۃ من عندنا﴾ اور رحمت سے مراد "نبوت" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و ما کنت ترجوان یلقی الیك الکتاب الا رحمۃ من ربك﴾ اور اس رحمت سے مراد "نبوت" ہے۔ دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وعلمناہ من لدنا علما﴾ اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بغیر کسی معلم کی تعلیم کے واسطے سے اور بغیر کسی رہنمائی کرنے والے کی رہنمائی کے واسطے سے سکھایا اور ہر وہ جسے اللہ تعالیٰ نے بشر کے واسطے کے بغیر سکھایا (تعلیم دی ہو) تو ضروری ہے کہ وہ نبی ہو جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے امور کو جانتا ہو۔ تیسری دلیل حضرت موسی علیہ السلام فرمایا ﴿ھل اتبعك علی ان تعلمنی مما علمت﴾ اور نبی کسی غیر نبی کی تعلیم حاصل کرنے میں اتباع نہیں کرتا۔ چوتھی دلیل اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام پر رفعت کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا ﴿ولا اعصی لك امرا﴾ یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام (اس امر میں) حضرت موسی علیہ السلام سے بلند تھے جو نبی نہ ہو وہ کسی بھی نبی سے اوپر نہیں ہو سکتا۔ پانچویں دلیل ﴿وما فعلته عن امری﴾ اس کا ایک معنی ہے کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے کیا اور یہ نبوت پر دلالت کرتا ہے۔ چھٹی دلیل وہ ہے جو روایت کیا گیا کہ حضرت موسی علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کہا السلام علیک۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا وعلیک السلام اے بنی اسرائیل کے نبی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا آپ کو یہ کس نے بتایا؟ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اس نے جس نے آپ کو میری طرف بھیجا۔ یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس بات کو وحی کے ذریعہ پہچانا تھا اور وحی، نبوت کے ساتھ ہی ہوتی ہے اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ (حضرت خضر علیہ السلام) جمہور کے نزدیک نبی ہیں۔　(السراج المنیر، ج:4، ص:3، دار احیاء التراث العربی)

تفسیر طبری میں ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ) فرماتے ہیں: ''قوله ﴿وما فعلته عن امری﴾ یقول: وما فعلت یا موسی جمیع الذی رایتنی فعلته عن رای، من تلقاء نفسی و انما فعلته عن أمر اللہ ایای به، عن قتادۃ ﴿وما فعلته عن امری﴾ کان عبدا ماموراً فمضی لامر اللہ'' ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وما فعلته عن امری﴾ وہ کہتے ہیں اے موسی وہ سب کچھ جو آپ نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا وہ میں نے اپنی رائے اور اجتہاد سے نہیں کیا۔ میں نے وہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے حکم دیا تھا اس سے کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ﴿وما فعلته عن امری﴾ حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کیا۔

(تفسیر الطبری، ج:8، ص:270 دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر القرآن العظیم میں ہے: ''عن قتادۃ فی قوله ﴿وما فعلته عن امری﴾ قال: کان عبدا ماموراً امضی لامر اللہ'' ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وما فعلته عن امری﴾ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے تھے جن کو حکم دیا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کیا۔　(تفسیر القرآن العظیم، ج:7، ص:2381، مکتبہ نزار مصطفی الباز)

المحرر الوجیز میں علامہ ابو بکر قاضی عبد الحق بن غالب اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 546ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''﴿وما فعلته عن امری﴾ یقتضی ان الخضر نبی'' ترجمہ: اور میں نے اپنے حکم سے یہ نہیں کیا۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے۔

(المحرر الوجیز، ج:3، ص:537، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 2016ء) فرماتے ہیں: ''صحیح یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں یہ ایک

جماعت کا معتمد ہے، ثعلبی اور ابن جوزی وغیرہ کا بھی یہی مختار ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور فرمایا﴿وما فعلته عن امری﴾میں نے اپنی رائے سے یہ کام نہیں کیا۔ اس میں دلیل ہے کہ انہوں نے وحی سے اس کو قتل کیا ہے اور وحی کا تعلق نبوت سے ہے، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا حرام ہے اور یہ حرمت صرف دلیل قطعی سے اٹھ سکتی ہے، اگر خضر علیہ السلام ولی ہوتے اور الہام کی بناپر اس کو قتل کرتے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ الہام دلیل ظنی ہے اور دلیل ظنی کی بناپر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، نیز تکوینی امور میں حضرت خضر علیہ السلام کا علم حضرت موسی علیہ السلام سے زیادہ تھا اور یہ جائز نہیں ہے کہ ولی کا علم نبی سے زیادہ ہو۔"

(تبیان القران، ج:7، ص:161، فرید بک اسٹال، لاہور)

فتح البیان میں نواب صدیق حسن (المتوفی1890ء) نے لکھا ہے:"﴿و ما فعلته عن امری﴾ لان الظاهر من هذا أنه فعله بأمر الله والاصل عدم الواسطة " " قال الثعلبي: هو نبي في سائر الأقوال "ترجمہ: (اور میں نے اپنے حکم سے اسے نہیں کیا۔) اس لئے کہ اس سے ظاہر ہے انہوں نے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اور یہاں اصل اللہ تعالی اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان واسطے کا نہ ہونا۔ ثعلبی نے فرمایا: وہ نبی ہیں تمام اقوال میں۔" (فتح البیان، ج:۴، ص:۲۴۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

تدبر القرآن میں امین احسن اصلاحی (المتوفی1997ء) نے بھی لکھا ہے: " حضرت خضر نبی تھے وہ لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے اور اس کا اول قرینہ تو یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی بلکہ رسول کو ان کے پاس حصول علم اور حصول تربیت کے لیے بھیجا گیا اگر حضرت خضر علیہ السلام نبی نہیں تھے تو ایک نبی کا غیر نبی کے پاس حصول علم و تربیت کے لیے بھیجا جانا بالکل نہ موزوں سی بات ہے دوسرا قرینہ یہ ہے کہ ان کے جو اوصاف اللہ نے بیان فرمائے ہیں وہ حضرات انبیاء ہی سے مناسبت رکھتے ہیں مثلا یہ کہ وہ ہمارے بندوں میں سے ایک خاص بندہ تھا، ہم نے اپنی طرف سے اس پر خاص فضل کیا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس ایک خاص علم عطا کیا تھا علی ھذا القیاس انہوں نے خود اپنے کاموں سے متعلق فرمایا کہ میں نے کوئی کام بھی خود اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ صاحب وحی نبی تھے اور ان کو یہ خاص امتیاز بھی حاصل تھا کہ اللہ تعالی نے ان پر اپنے بعض ارادوں کے راز کھول دیے تھے۔" (تدبر القران، ج:4، ص:606، مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن، لاہور)

معارف القرآن میں مفتی شفیع عثمانی دیوبندی (المتوفی1976ء) نے لکھا ہے:"خلاصہ یہ ہے کہ جمہور امت کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام بھی ایک نبی اور پیغمبر ہیں مگر ان کے کچھ تکوینی خدمتیں من جانب اللہ سپرد کی گئی تھی انہی کا علم دیا گیا تھا اور حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کو اس کی اطلاع نہ تھی اس لیے اس پر اعتراض کیا۔ تفسیر قرطبی بحر محیط ابوحیان اور اکثر تفاسیر میں یہ مفہوم بعنوانات مختلفہ مذکور ہیں۔"

(معارف القرآن، ج:5، ص:612، مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی)

مکتوبہ ادلہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور ان کے بارے مذکورہ جملے بولنا واضح توہین اور کفر ہے۔

(جواب نمبر7) کسی غیر نبی کا انبیاء علیہم السلام کی دینی خدمات سے یوں موازنہ کرنا انتہائی خطرناک، ناجائز و حرام اور بے ادبی پر مبنی ہے۔ جبکہ انبیاء کرام کے ماننے والوں کی تعداد کم ہونا ان کے حق میں کوئی عیب نہیں۔ مرزا کی عبارت سے خود پسندی اور تعلی واضح ہو رہی ہے اور اسلام میں خود پسندی کی ممانعت آئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا

يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴾ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہو گا کھجور کی گٹھلی کے دھاگے کے برابر۔ (سورۃ النساء، آیت:49)

اور سورۃ النجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴾ترجمہ: آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں۔ (سورۃ النجم، آیت:32)

(جواب نمبر8) انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف غلامی کی نسبت کرنا شرعاناجائز و حرام اور ان کی شان اقدس کے خلاف ہے کہ غلامی ایک عیب ہے اور انسانیت کی نظر میں اس کو حقیر اور کمتر سمجھا جاتا ہے،لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کا اصول ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر ایسے عیب اور نقص سے پاک ہوتے ہیں جو معاشرے میں باعث نفرت ہو لہذا انبیاء کرام علیہم السلام کا غلامی سے منزہ ہونا ضروری ہے اور انھیں اس کی طرف منسوب کرنا توہین کو مستلزم ہے۔

کفار مکہ اپنے غلاموں کو اپنے پاس بٹھانا اور کھلانا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ قرآن پاک کی اس آیت: ولا تطرد الذین یدعون ربھم (سورۃ الانعام، آیت52) کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ پر اس وقت ایمان لائیں گے جب آپ اپنے پاس سے غلاموں کو اٹھائیں گے کیونکہ کفار غلاموں کو حقیر اور کمزور سمجھتے تھے۔ جس طرح پہلے لوگ غلامی کو عیب سمجھتے تھے اسی طرح اب بھی اس کو عیب سمجھا جاتا ہے جیسا کہ شرح مسلم میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 2016ء) فرماتے ہیں: اس دور میں **غلامی والی لعنت** ختم ہو چکی ہے لہذا اب کسی کو غلام بنانا جائز نہیں۔ (شرح صحیح مسلم جلد5، ص335، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور)

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ) نے سورہ الانعام کی آیت نمبر 14 کے تحت انبیاء کرام علیہم السلام کی صفات بیان کرتے ہوئے لکھا: ”ان یکونوا متبوعا لاتابعا و مخدوما لاخادما“ ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہوں جن کی اتباع کی جائے وہ کسی کی اتباع نہ کریں یعنی وہ متبوع (آزاد) ہوں تابع (غلام) نہ ہوں، مخدوم ہوں خادم نہ ہوں۔

(تفسیر کبیر، ص175، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شرح المقاصد میں علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 793ھ) فرماتے ہیں: ”النبوۃ مشروطۃ بالذکورۃ وکمال العقل“ ترجمہ: نبوت مشروط ہوتی ہے ذکورۃ (مذکر ہونے) اور کمال عقل کے ساتھ۔ (شرح المقاصد، 317)

المعتقد المنتقد میں علامہ فضل الرسول البدایونی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1289ھ) فرماتے ہیں: ”کونہ اکمل اھل زمانہ ممن لیس انبیاء“ ترجمہ: نبی اپنے زمانے کے لوگوں سے (ہر لحاظ) سے اکمل ہو۔ (المعتقد، ص222، دار اہلسنت کراچی)

بہار شریعت میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1376ھ فرماتے ہیں: نبی ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث نفرت ہو۔“ (بہار شریعت ج:1، ص:37، مکتبۃ المدینہ)

(جواب نمبر9) توحید کے بارے گفتگو کرتے ہوئے مرزے نے جو بدزبانی کی وہ جہالت و بے ادبی پر مبنی ہے، فرشتوں، بزرگوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حوالے سے یہ بات کرنا، ان کی توہین ہے، بلکہ مرزا جہلمی خود اقرار کر چکا ہے کہ جب توحید بیان ہو گی تو گستاخی تو آٹو میٹکلی ہو جائے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ مرزے نے توحید بیان کرتے ہوئے فرشتوں، بزرگوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی ہے۔ مرزا جہلمی سے قبل شیطان بھی توحید کی آڑ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کر بیٹھا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو شیطان

نے آگے سے کہا میں آدم کو سجدہ نہیں کروں گا کیونکہ وہ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور میں آگ سے اور میں ان سے بہتر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے یوں بیان فرمایا کہ شیطان نے کہا: ﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ یعنی تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (سورۃ الاعراف، آیت:12)

ان بے ادب گستاخوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تو کہیں کہ "**کوئی پیغمبر... شے ای کوئی نہیں**" اور وہ رب تبارک وتعالی تو اپنے انبیاء کرام کی شان بیان کرے، وہ فرمارہا ہے کہ نبی اس کے ہاں بڑی عزت والے ہیں چنانچہ فرمایا: ﴿وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾ ترجمہ: نبی دنیا و آخرت میں بڑی عزت والے اور مقربین میں سے ہوں گے۔ (سورۃ آل عمران، آیت 45)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا﴾ ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عزت والے ہیں۔

(سورۃ الاحزاب، آیت:69)

ایک مقام پر فرمایا: ﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمہ: اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (سورۃ المنافقون، آیت 8)

توحید کا یہ مطلب بیان کرنا کہ پیغمبر، فرشتے بزرگ شے ای کوئی نہیں؟ کوئی اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتا خواہ وہ پیغمبر ہو یا عام انسان؟ یہ بات کس آیت و حدیث کا ترجمہ و تشریح ہے؟ توحید کی یہ تشریح قرآن و حدیث میں کہیں بیان نہیں کی گئی بلکہ یہ مرزے کی خود ساختہ توحید ہے، **مرزا کا یہ جملہ دو سبب سے مبنی بر توہین رسالت و کفر ہے، اول یہ کہ انبیاء کرام کا تذکرہ کر کے کہا "شے ای کوئی نئیں" یہ انبیاء کی شان میں تنقیص ہے اور دوسرا یہ کہ "پیشاب بھی نہیں روک سکتے" یہ جملہ ان کی شان میں طعن ہے۔ تنقیص اور طعن واضح طور توہین رسالت ہیں۔**

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: "من اذی رسول اللہ بطعن فی شخصه او دینه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من الوجوه الشین فیه صراحة او کنایة او تعریضا او اشارة کفر ولعنه اللہ فی الدنیا والاخرة واعدله عذاب جهنم" ترجمہ: جس شخص نے رسول مکرم ﷺ کو صراحتاً، کنایۃً، تعریضاً یا اشارۃً کسی طریقہ سے' عیب کی جملہ وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے یا آپ کی صفات میں سے کسی ایک صفت میں، یا آپ کے نسب، آپ کے دین یا آپ کی ذات مقدسہ کے متعلق کسی قسم کی زبان طعن دراز کر کے اذیت دی تو وہ کافر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اس پر لعنت کی اور اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (تفسیر مظہری، ج:7، ص:382، دار احیاء التراث العربی)

یاد رہے نبی اکرم ﷺ ہمارے جیسے نہیں ہیں۔ حدیث شریف میں آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا "ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی" ترجمہ: تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(مسلم، ج:1، ص:411، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث لائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "لست کهیئتکم انی اظل اطعم واسقی" ترجمہ: فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا جاتا ہے، پلایا جاتا ہے۔" (بخاری، ج:1، ص257 مکتبہ یادگار شیخ، لاہور)

قادیانیوں کی حمایت

(جواب نمبر 10 تا 12) ان کلپس میں مرزا جہلمی نے واضح طور پر قادیانیوں کی حمایت کی، نہ صرف حمایت بلکہ یہ تک کہہ دیا کہ اگر وہ ہمیں کافر نہ کہیں تو ہم بھی ان کو کافر نہیں کہیں گے اور کہا کہ قیامت کے دن ان کے بھی اعضا وضو چمکتے ہوں گے' مرزا جہلمی کی یہ باتیں

شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں اور آئین پاکستان کے بھی خلاف ہیں کہ قادیانی شرعا اور قانونا کافر ہیں اور ان کو کافر اس لیے نہیں قرار دیا جو مرزا انجینئر نے بتایا بلکہ ان کو ان کے کفریہ عقائد مثلا توہین باری تعالیٰ، توہین رسالت، توہین انبیاء اور ختم نبوت کے انکار اور ضروریات دین کے انکار کی وجہ سے کافر قرار دیا گیا ہے، جبکہ مرزا انجینئر مذکورہ جملے سے قادیانیوں کے بقیہ تمام کفریات و گستاخیوں سے عوام کی توجہ ہٹا کر ان کی سہولت کاری کر رہا ہے حالانکہ امت کا اجماعی فتوی ہے کہ "من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر "یعنی جس نے ان کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو چاہیے کہ اسے قرار واقعی سزا دیں تا کہ کسی اور کو اس طرح شریعت و آئین کی مخالفت کرنے کی جرأت نہ ہو۔

توہین قرآن

(جواب نمبر 13) مرزا نے اس جگہ قرآن پاک کی تلاوت کو فرانسیسی گفتگو اور گالیوں سے تشبیہ دی، جو سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔ گالی اور قرآن میں کیا مناسبت ؟ گالی گناہ اور نقصان ہے، جبکہ قرآن کا ہر ہر حرف نور اور عبادت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:" عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: الٓم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ "ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھا دی جائے گی۔ میں نہیں کہتا «الم» ایک حرف ہے، بلکہ «الف» ایک حرف ہے، «لام» ایک حرف ہے اور «میم» ایک حرف ہے۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث:2910)

یہاں محض قرآن کے الفاظ دہرانے پر اتنا بڑا اجر بیان کیا گیا ہے اگرچہ معنی کا علم نہ ہوا، اور مرزا جہلمی کہتا ہے کہ یہ پڑھنا ایسے ہے جیسے فرنچ زبان میں کوئی گالیاں دے کے چلا جائے۔

اسی طرح قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ نے شفا اور رحمت بنایا جس کی تلاوت بھی رب تعالی کی رحمت اترنے کا موجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ ترجمہ: اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

(سورۃ الإسراء:82)

صحیحُ البُخاری میں محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 256ھ) روایت کرتے ہیں:"عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ، وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ، فَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ، فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، وَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ" ترجمہ: ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) رات میں تلاوت کر رہے تھے۔ ان کا گھوڑا گھر میں بندھا ہوا تھا، جو بدکنے لگا۔ وہ صحابی نکلے لیکن کوئی چیز نظر نہ آئی، گھوڑا پھر بھی بدکتا رہا۔ صبح کو انہوں نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"یہ سکینہ تھا جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوا۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، رقم الحدیث:4839)

یہ حدیث قرآن عزیز کی تلاوت کے فائدہ مند ہونے پر واضح دلیل ہے کہ گھوڑا تو سمجھنے سے قاصر تھا، لیکن فرشتوں کا اترنا اسی تلاوت کی برکت سے ہوا، جس نے حیوان کو بھی متاثر کیا۔

ایک مثال سے قرآن عزیز کے الفاظ کی عظمت کو سمجھا جا سکتا ہے: مریض دوا کھا لے تو شفا پاتا ہے، خواہ دوا کے اجزاء کو نہ سمجھے۔ بلا تشبیہ قرآن پڑھنے والا ثواب اور برکت پاتا ہے، چاہے معنیٰ نہ سمجھتا ہو۔ اگرچہ ترجمہ و مفہوم سمجھ کر تلاوت کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم، تلاوت اور سمجھنے، دونوں کے لیے ہے۔ صرف سمجھنے کو لازمی قرار دینا یا بغیر سمجھے پڑھنے کو بے فائدہ کہنا، اور اس کی قراءت کو فرانسیسی گفتگو اور گالیوں سے تشبیہ دینا، قرآن کی عظمت و رفعت کو گھٹانا ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ o لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ" ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے استہزاء کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (سورۃ التوبہ، آیت 65)

مجمع الانہر میں فقیہ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان الكليوبي رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1078ھ) فرماتے ہیں: "إِذَا أَنْكَرَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، أَوِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ، أَوْ بِالْمَسْجِدِ، أَوْ بِنَحْوِهِ مِمَّا يُعَظَّمُ فِي الشَّرْعِ، أَوْ عَابَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، أَوْ خطئ، أَوْ سَخِرَ بِآيَةٍ مِنْهُ، كَفَرَ." ترجمہ: اگر کوئی قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے، یا قرآن، مسجد، یا شریعت میں جس چیز کی تعظیم کی جاتی ہے اس کو حقیر سمجھے، یا قرآن کی کسی چیز میں عیب لگائے، یا غلط قرار دے، یا اس کی کسی آیت کا مذاق اُڑائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (مجمع الأنھر، ج2، ص507، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسی طرح منح الروض الازھر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1014ھ) فرماتے ہیں: "مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ، أَوِ الْمَسْجِدِ، أَوْ بِنَحْوِهِ مِمَّا يُعَظَّمُ فِي الشَّرْعِ، كَفَرَ" ترجمہ: جو شخص قرآن، مسجد، یا شریعت میں جس چیز کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کی حقارت کرے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (منح الروض الأزھر فی شرح الفقہ الأکبر، ص457، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت لبنان)

توہین اہل بیت و صحابہ

(جواب نمبر14) مرزا جہلمی نے اس میں جو لفظ "ظالم" حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے استعمال کیا وہ سراسر حدیث میں تحریف اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے، ایسا کوئی لفظ حدیث میں وارد نہیں بلکہ یہ مرزا جہلمی نے خود سے حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے لیے استعمال کیا ہے اور ازواج مطہرات کے بارے جو زبان طعن دراز کرے وہ ضال مضل بدترین خبیث ہے، قاضی اسلام پر لازم ہے اسے سخت سزا دے تاحیات قید کرا دے یا تعزیراً اس کے خلاف جتنی سخت ہو سکے کارروائی کرے کہ یہ بے حیا اور خبیث شخص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کے پاکیزہ گھرانہ کی عیب جوئی کر رہا ہے۔

حدیث مبارکہ کی اصل عبارت یوں ہے: "عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ابن ابی طالب سیکون بینك و بین عائشة امرا قال انا یا رسول اللہ قال نعم قال فانا اشقی هم قال لا و لکن اذا کان ذلك فردها الی مأمنها" ترجمہ: حضرت ابو رافع سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وبارک وسلم نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا عنقریب تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک معاملہ پیش آئے گا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھ؟ فرمایا: ہاں آپ کے ساتھ۔ عرض کیا یا رسول اللہ تب تو میں بڑا بے مروت ہوں گا۔ فرمایا: نہیں۔ البتہ یہ کہ جب یہ معاملہ پیش آئے تو اس وقت تم عائشہ کو ان کی پناہ گاہ میں لوٹا دینا۔

((۱)مسند احمد حدیث ابی رافع الرقم:27748۔(۲)مستدرک علی الصحیحین 4668۔(۳)مجمع الزوائد کتاب الفتن باب فی ماکان فی الجمل وصفین 12023۔(۴)طبرانی باب الالف۔ابو اسماء مولا ال جعفر عن ابی رافع۔)

حدیث مذکورہ کے بارے درج ذیل باتیں قابل غور ہیں:

اولا: حدیث مذکورہ کی سند پر کلام ہے۔اس میں ایک راوی فضیل بن سلمان نمیری ضعیف ہے۔ میزان الاعتدال میں امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی748ھ)فرماتے ہیں:"قال ابوحاتم: لیس بالقوی. قال ابن معین: لیس بثقة. قال ابو زرعه:لین" یعنی امام ابو حاتم نے فرمایا:یہ راوی قوی نہیں۔امام ابن معین فرماتے ہیں:ثقہ نہیں۔امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: ضعیف راوی ہے۔"

(میزان الاعتدال،ج:3،ص:350،تحت الرقم:7216 مطبوعہ دارالفکر،بیروت)

ثانیا: حدیث مذکورہ میں حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "ظالم" استعمال ہی نہیں فرمایا۔یہ لفظ حدیث مذکورہ میں اضافہ اور تحریف ہے۔حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے ہم نے جتنی کتب کا ذکر کیا ان میں اور ان کے علاوہ جتنی کتب میں بھی یہ حدیث شریف آئی کسی ایک میں بھی حضرت ام المومنین کے لیے "ظالم" کا لفظ نہیں آیا۔اس قسم کا اضافہ حرام اور تحریف ہے۔حدیث رسول میں تحریف کرنے والا شخص خود کذاب اور جہنم کے عذاب کا مستحق ہے:"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:بے شک میری طرف جھوٹ منسوب کرنا کسی عام شخص کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی طرح نہیں،جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کرے تو اسے چاہیے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ پکا سمجھے۔ (صحیح بخاری:ج1،ص172،الرقم 1291،مکتبہ یادگار شیخ،لاہور)

اس حدیث کے تحت شرح مسلم میں ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی676ھ)فرماتے ہیں:"ثم ان من كذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم عمدا فی حديث واحد فسق، و ردت رواياته كلها وبطل الاحتجاج بجميعها، فلوتاب وحسنت توبته فقد قال جماعة من العلماء منهم احمد بن حنبل و ابوبكر الحميدی شيخ البخاری وصاحب الشافعی وابوبكر الصيرفی من فقهاء أصحابنا الشافعيين واصحاب الوجوه منهم و متقدميهم فی الاصول والفروع لا تؤثر توبته فی ذلك ولا تقبل روايته ابدا بل يحتم جرحه دائما" ترجمہ:جو شخص دانستہ طور پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات ایک مرتبہ بھی منسوب کرے تو وہ فاسق ہے اس کی ذکر کردہ جمیع روایات مردود اور ان تمام سے استدلال باطل ہو جائے گا۔اگر وہ توبہ کرلے اور صحیح سلیقے سے توبہ کرے تو علماء کی ایک جماعت جس میں امام احمد ابن حنبل،حضرت امام ابو بکر حمیدی جو امام بخاری کے استاد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب ہیں اور امام ابو بکر صیرفی جو فقہاء شافعیہ میں سے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کا کہنا یہ ہے کہ اس کی توبہ اس حوالے سے کچھ اثر انداز نہ ہو گی،اس کی روایات کبھی بھی قابل قبول نہیں ہوں گی،بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو مجروح قرار دیا جائے گا۔ (شرح مسلم للنووی،ج1،ص126،مؤسسۃ الرسالہ)

ثالثا: جب یہ بات طے شدہ ہے کہ حدیث ابی رافع میں جملہ کتب میں سے کسی میں بھی لفظ "ظالم" سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے نہیں فرمایا، لامحالہ یہ انجینئر جہلمی گستاخ کے اپنے الفاظ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین،خود صحابیہ،مجتہدہ،مفسرہ،محدثہ،حضرت صدیق اکبر جیسی شخصیت کی صاحبزادی،سورہ النور کی تقریبا16 آیات جن کی پاک دامنی اور

براءت پر نازل ہوئی ہوں ایسی پاکیزہ اخلاق کی مالکہ شخصیت کے لیے "ظالم" کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بولنا دوہرا جرم اور دگنی گستاخی ہے۔

رابعاً: اسی معنی کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں اور اس سے اس حدیث کے معنی متعین کر لیں۔ المستدرك على الصحيحين میں ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 405ھ روایت کرتے ہیں:''عن أم سلمة قالت : ذكر النبي خروج بعض أمهات المؤمنين فضحكت عائشة ، فقال : انظري يا حميراء أن لا تكوني أنت ، ثم التفت إلى علي ، فقال : إن وليت من أمرها شيئا فارفق بها''ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امہات المومنین کے باہر آنے کا تذکرہ فرمایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مسکرائیں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اے حمیرا خیال کرنا کہ وہ تم ہی نہ ہو، پھر آپ مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم ان کے کسی امر کے متولی ہوئے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔

(المستدرک علی الصحیحین، ج3، ص129، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اس حدیث میں واقعہ وہی بیان ہوا جو انجینئر نے بیان کیا لیکن آخر میں الفاظ یہ ہیں'' فارفق بها '' کہ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ آپ ﷺ نے نرمی کا حکم دیا۔ اگر سیدہ بمطابق حدیث ظالم تھیں تو معاذ اللہ ظالم سے نرمی کے کیا معنی؟

ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ تعالی عنھن اجمعین کا یہ حق واجب ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان کی طرف بیہودہ بات منسوب کرنے اور سوء ادب سے اپنی زبان کو محفوظ رکھا جائے۔

اور جو شخص ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرے یا ان کی شان میں ہلکا لفظ استعمال کرے اس کے خلاف سخت تادیبی و تعزیری کارروائی عمل میں لائی جائے جیسا کہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:''شتم رجل عائشة رضی اللہ تعالی عنها بالكوفة فقدم الی موسی بن عیسی العباسی فقال من هذا فقال ابن ابی لیلی: انا فجلده ثمانين و حلق رأسه واسلمه للحجامين''ترجمہ: ایک شخص نے کوفہ شہر میں حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو شتم کیا تو اسے موسی بن عیسی عباسی کے پاس لایا گیا تو اس نے پوچھا اسے کون لایا ہے؟ ابن ابی لیلی بولے کہ میں۔ تو موسی بن عیسی نے گستاخ شخص کو اسی کوڑے مارے اس کا سر مونڈ دیا اور اسے حجاموں کے حوالے کر دیا۔

(کتاب الشفاء، ج 2، ص:309، دار الفکر)

الصارم المسلول میں غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ) لکھتے ہیں:''قال ابو السائب القاضی كنت يوما بحضرة الحسن بن زيد الداعی بطبرستان وكان يلبس الصوف ويأمر بالمعروف وينهى عن المنكر ويوجه في كل سنة بعشرين الف دينار الى مدينة السلام يفرق على سائر ولد الصحابة وكان بحضرته رجل فذكر عائشة بذكر قبيح من الفاحشة فقال يا غلام اضرب عنقه فقال له العلويون هذا رجل من شيعتنا قال معاذ الله هذا رجل طعن على النبی صلی الله عليه وسلم قال الله تعالى اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ '' (النور: 26) فان كانت عائشة خبيثة فالنبی صلی الله عليه وسلم خبيث فهو كافر فاضربوا عنقه فضربوا عنقه و انا حاضر ''ترجمہ: قاضی ابو سائب کہتے ہیں ایک روز میں حضرت حسن بن زید داعی کے پاس طبرستان میں حاضر تھا آپ اون کا لباس پہنتے نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اور ہر سال 20 ہزار دینار مدینہ منورہ میں بھیجا کرتے تا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اولادوں میں تقسیم کر دیئے جائیں، آپ کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی

اللہ تعالی عنہا کا بے حد برے لفظوں میں ذکر کیا تو آپ نے پاس بیٹھے شخص سے کہا کہ اٹھ اور اس کی گردن اڑا دے تو بعض علوی حضرات نے یہ گزارش کی کہ یہ شخص ہم سے محبت کا دعویدار ہے تو فرمایا اللہ کی پناہ (کہ ایسا شخص ہمارے محبین میں سے ہو) اس نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کی ذات والا صفات پر طنز کیا ہے، اللہ تبارک وتعالی قران عزیز میں ارشاد فرماتا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے جبکہ پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں یہی لوگ ان کے الزام تراشیوں سے بری ہیں اور ان کے لیے مغفرت ہے اور عزت کا رزق۔ اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ناپاک ہوں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناپاک ہوں گے لہذا یہ شخص حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ پر طنز کر کے کافر ہو گیا ہے اٹھو اور اس کی گردن اڑا دو تو اسی وقت انہوں نے میری موجودگی میں اس کی گردن اڑا دی۔ (الصارم المسلول، ص:410، مطبوعہ دار الکتب پشاور۔ السیف المسلول، ص:420،419 مطبوعہ پشاور)

(جواب نمبر 15) اہل بیت کرام میں سے عظیم فرد صحابی رسول، نواسہ رسول، نسب رسول کے پہلے امین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی کچھ مختصر شان وعظمت لکھ کر آخر میں اس جملے کا حکم شرعی بیان کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین" ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرا بیٹا سید ہے اور عنقریب اللہ اسکے ذریعے اہل اسلام کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائے گا۔ (بخاری، ج2، ص596، الرقم 7109، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

باختلاف الفاظ یہ حدیث درج ذیل کتب حدیث میں بھی مروی ہے: بخاری، الرقم 3746، 3629، 2704۔ ترمذی، ص856، الرقم 3780، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سنن ابی داؤد، ص735، الرقم 4662، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

اس حدیث میں سید امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیادت کا ذکر ہے اور امت کے افتراق کو ختم کر کے صلح کرانے کا بھی ذکر خیر موجود ہے۔

مرقاۃ المفاتیح میں مُلا علی قاری علی بن (سلطان) محمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1014ھ) فرماتے ہیں: "انما یطلق حقیقۃ علی من جمع السیادۃ نسبا و حسبا و علما و عملا۔۔۔ قال التوربشتی کفی بہ شرفا و فضلا فلا اسود ممن سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدا" ترجمہ: لفظ سید کا اطلاق حقیقی اس ذات پر ہوتا ہے جس میں سیادت نسبی وسیادت حسبی سیادت علمی اور سیادت عملی جمع ہوں۔ تورپشتی نے فرمایا سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی فضلیت کو یہ حدیث کافی ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر سید وسردار کون ہو سکتا ہے جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سید فرمادیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج:11، ص:298، تحت الرقم 6144، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سنن ترمذی میں ہے: "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ»" ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (سنن ترمذی، جلد5، صفحہ 656، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر)

امام حسن رضی اللہ عنہ اہلبیت کے عظیم فرد ہیں، آپ کے بارے میں اس طرح کے عامیانہ انداز میں مرزے کا کہنا "حسن تے شے ای کوئی نئیں" یہ ان کی تنقیص وتوہین ہے اور اہل بیت کرام علیہم الرضوان میں سے ایک فرد کی بے ادبی کل اہل بیت اطہار کی بے ادبی اور توہین ہے۔

(جواب نمبر16) انجینئر مرزا نے صحابہ کرام کے لیے جو الفاظ استعمال کئے، اولاً وہ حدیث شریف میں ہے ہی نہیں۔ اب جو لفظ حدیث مبارکہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم نے نہیں بولا وہ آپ کی طرف منسوب کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ پھر انصار صحابہ کرام جن کی تعریف کتاب وسنت میں موجود ہے، کے بارے میں ایسے گھٹیا الفاظ استعمال کرنا یہ انصار صحابہ کرام کی ایسی صریح اور واضح توہین اور گستاخی ہے جس کی تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔

یہ حدیث بخاری ومسلم میں متعدد مقامات پر آئی، ہم ان میں سے کچھ الفاظ نقل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے مروی ہے، تقسیم غنائم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”قسم فی الناس فی المؤلفة قلوبهم، ولم يعط الانصار شيئا، فكانهم وجدوا إذ لم يصبهم ما اصاب الناس۔ او كأنهم وجدوا اذا لم يصبهم ما اصاب الناس “ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب اصحاب میں مال غنیمت تقسیم فرمایا اور انصار کو کچھ عطا نہ فرمایا تو انہوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ کچھ نہ دیا جو لوگوں کو دیا یا گویا انہوں نے محسوس کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ نہ دیا جو لوگوں کو دیا۔ (بخاری، باب غزوۃ الطائف، رقم الحدیث:4330)

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”قال ناس من الانصار حين افاء الله على رسوله صلى الله عليه وسلم ما افاء من اموال هوازن، فطفق النبى صلى الله عليه وسلم يعطى رجالا المائة من الإبل، فقالوا: يغفر الله لرسول الله صلى الله عليه وسلم، يعطى قريشا ويتركنا وسيوفنا تقطر من دمائهم، قال انس: فحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم بمقالتهم، فارسل إلى الانصار فجمعهم فى قبة من ادم، ولم يدع معهم غيرهم، فلما اجتمعوا قام النبى صلى الله عليه وسلم، فقال: ما حديث بلغنى عنكم فقال فقهاء الانصار: اما رؤساؤنا يا رسول الله، فلم يقولوا شيئا، واما ناس منا حديثة اسنانهم “ترجمہ: اللہ تبارک وتعالی نے جب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کو قبیلہ ہوازن سے جنگ میں غنیمت عطا فرمائی تو انصار میں سے چند نوجوانوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم نے ایک ایک فرد کو سو، سو اونٹ دیئے ہیں۔ وہ بولے کہ اللہ اپنے رسول کے درجات بلند فرمائے کہ آپ نے قریش کو مال غنیمت دیا اور ہمیں عطا نہ فرمایا جبکہ ابھی تک ہماری تلواروں سے ان کے خون بہہ رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک انصار کی یہ باتیں پہنچیں تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے انصار کو پیغام بھیجا تو وہ خیمہ میں جمع ہوئے اور انصار کے سوا وہاں کوئی اور موجود نہ تھا۔ جب وہ جمع ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: مجھ تک تمہاری یہ باتیں پہنچی ہیں۔ تو بزرگ انصار صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ہمارے سرداران اور بزرگوں نے تو یہ نہیں کہا بہر حال یہ ہمارے کچھ نوجوانوں نے کہا ہے۔ (صحیح بخاری، ج2، ص98، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

(فائدہ) بخاری اور مسلم کی اس مضمون سے متعلقہ کسی حدیث میں بھی انصار نوجوان صحابہ کرام کے لیے عربی، اردو ڈکشنری کے لحاظ سے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں ہوا جس کا ترجمہ یا معنی "لونڈا لپاڑا" کیا جائے۔ جبکہ مرزا انجینئر سے جب اس لفظ کے بارے پوچھا گیا تو بولا کہ "لونڈے لپاڑے وہ ہوتے ہیں جو کم عمر کے بچے، ذہن ابھی اتنے پختہ نہیں ہوتے "ڈکشنری کا حوالہ دیتے ہوئے بولا کہ ” عربی اردو ڈکشنری دیکھ لیں۔“ ذیل میں ہم ڈکشنری کا حوالہ پیش کیے دیتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی کیا ہے؟ فیروز الغات میں ہے: (۱) "لونڈا" لڑکا چھوکرا وہ لڑکا جس کی داڑھی منہ سے نہ نکلی ہو۔ (۲) بیٹا۔ (۳) غلام۔ (۴) کام کاج کرنے والا لڑکا۔ (۵) بدفعلی کرانے والا لڑکا۔ (۶) کنایۃً لڑکا، نادان، ناتجربہ کار (7) سفلہ چھچھورا۔“

(فیروز اللغات، ص1170، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور)

لونڈے لپاڑے کا مطلب ریختہ میں یہ لکھا ہے: گپی لونڈے، جھوٹ بولنے والے لڑکے، ناتجربہ کار لڑکے۔

مرزا جہلمی کے استعمال کیے گئے الفاظ توہین و تنقیص پر مبنی ہیں جو صحابہ کرام جیسی ذوات مقدسہ کے لئے بولنا قطعاجائز نہیں۔ ہمارے عرف میں مذکورہ لفظ ناپختہ اذہان لوگوں کے لئے نہیں بلکہ اخلاقی گراوٹ کے شکار لوگوں کے لیے مستعمل ہے۔ڈکشنری کے علاوہ عرف عام میں بھی اس لفظ کا معنی کوئی اچھا نہیں لیا جاتا بلکہ اخلاق سے گرے ہوئے نوعمر لڑکوں کے لیے یہ لفظ مستعمل ہے۔ جبکہ حدیث مبارکہ میں نوجوان انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ایسا کوئی لفظ سرے سے موجود ہی نہیں جس کا ترجمہ ایسے بیہودہ الفاظ سے کیا جاتا۔اسی حدیث شریف کے دوسرے حصے میں ثابت ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نوجوان صحابہ کرام کی دلجوئی کے لیے بشارات اور انعامات بیان فرمائے ۔جبکہ مرزا انجینئر ان کے لیے بازاری لفظ "لونڈے لپاڑے" استعمال کرکے اور یہ کہہ کر کہ "ان کے دماغ سے کیڑا نکالا" ان کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بے ادبی کرنے والے کے بارے حکم شرع یہ ہے کہ قاضی وقت اور سربراہ ریاست اسے سخت سے سخت سزا دے۔ الشفاء میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:" قال مالك رحمه الله من شتم النبی صلی الله علیه وسلم قتل، ومن شتم اصحابه ادب،وقال ایضاً من شتم احدا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ابا بکر او عمر او عثمان او معاویه اوعمرو بن العاص قال کانوا علی ضلال و کفر قتل و ان شتمهم بغیرهذا من مشاتمة الناس نکل نکالا شدیدا"ترجمہ:امام مالک فرماتے ہیں جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کو گالی دے تو اسے قتل کیا جائے گا اور جو شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سب و شتم کرے اسے زبردست اور سخت سزا دی جائے گی، اسی طرح آپ نے فرمایا جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو سب و شتم کرے عام ازیں حضرت ابو بکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت امیر معاویہ یا حضرت عمرو بن عاص میں سے کسی کے بارے میں بھی' اگر کہتا ہے کہ یہ گمراہی اور کفر پر تھے تو اس کو قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ اس طرح سب و شتم کرتا ہے جیسے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو سب و شتم کرتے ہیں تو زبردست اور سخت سزا دیا جائے گا۔ (الشفاء، حصہ 2، ص:308، دار الفکر)

شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:" اما سائر الصحابة فمن سبهم جلد باتفاق العلماء "یعنی جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین میں سے کسی کو بھی سب و شتم کرے باتفاق علماء ایسے شخص کو کوڑے مارے جائیں گے۔

(السیف المسلول، ص:420، مکتبہ فاروق اعظم پشاور)

(جواب نمبر 17 تا 20) انجینئر مرزا نے جو الفاظ و نظریات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق بیان کئے ہیں وہ خود حضرت سیدنا علی المرتضی، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اور نا ہی آج سے پہلے اس طرح کے افکار کبھی مسلمانوں میں سے کسی شخص نے بیان کئے۔ البتہ توہین صحابہ میں ایسے الفاظ کا استعمال عموما قادیانی گروہ کے لوگوں کا شیوہ ہے اور یہ باتفاق اہل اسلام دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا جہلمی کے مذکورہ اقوال اور طرز تکلم اس بات کے صراحتا متقاضی ہیں کہ اس کے افکار اور نظریات مسلمانوں والے نہیں بلکہ گستاخوں والے ہیں۔

اہلسنت وجماعت کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ،خال المؤمنین ،کاتب وحی اور جنتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ-اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا-وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ ترجمہ:(اے مسلمانو!) تم میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتا جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (اللہ

کی راہ میں) خرچ کیا اور (کافروں سے) قتال کیا۔ ان کا (ان مسلمانوں سے) بڑا درجہ ہے جنہوں نے بعد میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور (کافروں سے) قتال کیا۔ اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔ (سورۃ الحدید، آیت:10)

مذکورہ آیت میں مفسرین کرام نے لفظ "الحسنیٰ" کی تفسیر جنت کی ہے۔ (تفسیر روح البیان، تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین) اور اہل تشیع میں سے صاحب تفسیر مجمع البیان نے "الحسنیٰ" کی تفسیر "الجنة والثواب فیها" یعنی جنت اور اس میں ثواب "کیا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان، ج:5، ص:232)

نفس صحابیت میں تمام صحابہ برابر ہیں مگر درجات و مراتب میں برابر نہیں۔ جیسا کہ مذکورہ آیت بھی اس پر شاہد ہے لیکن وعدہ جنت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہے۔ چاہے وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے یا بعد میں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، ج:1، ص:176 از مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں لہذا آپ رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہیں۔ کیونکہ "کلا وعد اللہ الحسنیٰ" کے عموم میں شامل ہیں اور وعدہ جنت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خارج کرنے پر کوئی دلیل شرعی نہیں۔

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی انفرادی فضلیت بھی احادیث میں وارد ہے۔ بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے۔ "حدثنی ابن ابی ملیکة قیل لابن عباس هل لك فی امیر المؤمنین معاویة فانه ما اوتر الا بواحدة قال اصاب انه فقیه" ترجمہ: ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ کیا آپ وجہ بیان فرمائیں گے کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر کیوں پڑھتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جوابا فرمایا کہ وہ درست کرتے ہیں اس لئے کہ وہ فقیہ آدمی ہیں۔

(صحیح بخاری، ج:1، ص:531، مکتبہ یادگار شیخ، لاہور)

ایک اور روایت میں ان کے متعلق حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "دعه فانه قد صحب رسول الله ﷺ" ترجمہ: انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو۔ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔ (صحیح بخاری، ج:1، ص:531، مکتبہ یادگار شیخ، لاہور)

ان احادیث مبارکہ سے چند امور کی تصریح ہوئی۔ (۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا۔ (۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فقہاء صحابہ کرام میں شمار ہونا۔ (۳) ان پر طعن درست نہیں کیونکہ وہ ہمارے پیارے نبی کے صحابی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا" ترجمہ: میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا (ان پر جنت) واجب ہو گئی۔

(بخاری شریف، ج:1، ص:410، مکتبہ یادگار شیخ، لاہور)

اس حدیث کے مصداق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ابو محمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ) فرماتے ہیں: "قوله ﴿اول جیش من امتی یغزون البحر﴾ اراد به جیش معاویة وقال المهلب معاویة اول من غزا البحر" ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا: سب سے پہلا لشکر جو دریا کی لڑائی لڑے گا۔ آپ کی مراد اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر ہے۔ مہلب کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دریا کی لڑائی لڑی۔

(عمدۃ القاری صحیح البخاری، جزء:14، ص:277، دار الکتب العلمیہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر جرأت کرنے والے کا حکم یہ ہے:

الصارم المسلول میں ہے: ”وقال ابراھیم بن میسرۃ: ما رایت عمربن عبدالعزیزضرب انساناقط، الارجلا شتم معاویۃ فضربہ اسواطا، رواھما اللالکائی“ ترجمہ: حضرت ابراہیم بن میسرۃ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے اس شخص کو جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شتم (برا بھلا کہا) کیا تھا، کوڑے لگائے۔ اس کے علاوہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی مجرم کو آپ نے (خود) مارا ہو۔ (الصارم المسلول، ص:412، مطبوعہ دارالکتب، پشاور)

امام ابو توبہ الحلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ستراصحاب رسول اللہ ﷺ فاذاکشف الرجل الستراجترئ علی ماوراہ“ ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لئے پردہ کی مانند ہیں۔ جو شخص اس پردے کو کھولتا ہے (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدکلامی کرتا ہے) تو ان کے علاوہ دیگر اصحاب کی شان پر بھی جرأت کرے گا۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 8، صفحہ 148، دار إحیاء التراث العربی)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی رائے: ”سمعت احمد یقول: مالھم ولمعاویۃ نسئل اللہ العافیۃ وقال یاابا الحسن اذا رأیت احدا یذکر اصحاب رسول اللہ ﷺ بسوء فاتھمہ بالاسلام“ ترجمہ: ابو الحسن کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں، لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کیا (تعصب) ہے؟ اے ابو الحسن جب تو کسی ایسے شخص کو دیکھے جو اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کا بھی برائی سے ذکر کرے تو اس کے اسلام (مسلمان ہونے) کو مشکوک جان۔

(الصارم المسلول لابن التیمیہ، ص:411، مطبوعہ دارالکتب، پشاور)

النبراس میں علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1239ھ) فرماتے ہیں: ”ان معاویۃ رضی اللہ عنہ من کبار الصحابۃ ونجبائھم ومجتھدیھم ولوسلم انہ صغارھم فلاشک فی انہ دخل فی عموم الاحادیث الصحیحۃ الواردۃ فی تشریف الصحابۃ رضی اللہ عنھم“ ترجمہ: حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کبار اور نجباء صحابہ کرام میں سے ہیں اور اگر انہیں اصاغر صحابہ کرام میں سے بھی تسلیم کیا جائے تب بھی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان احادیث کے عموم میں شامل ہیں جو حضرات جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت افزائی میں وارد ہیں۔ (نبراس، ص:550، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

آیت مذکورہ، احادیث طیبات اور سلف صالحین وغیرہ کے اقوال سے واضح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، آپ کی شان میں دریدہ دہنی وبدزبانی کرنا شرعاً ناجائز و حرام، جہنم میں لے جانے والا عمل اور قابل تعزیر جرم ہے اور مرزا مذکورہ الفاظ سے توہین صحابہ کا بھی مرتکب ہوا ہے۔

توہین شعائر اسلام

(جواب نمبر 21) مرزا جہلمی کا یہ کہنا کہ کعبۃ اللہ پر جوتیوں سمیت چڑھنا چاہیے یہ کعبۃ اللہ کی توہین ہے کیونکہ خانہ کعبہ شعائر اللہ میں سے ہے اور شعائر اللہ کی تعظیم لازم ہے۔

عمدۃ القاری میں ہے: ” قولہ ﴿من شعائر اللہ﴾ ای من اعلام الشریعۃ التی شرعھا واضافھا الی اسمہ تعظیما لہ “ترجمہ: شعائر اللہ سے مراد شریعت کی وہ علامات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا اور ان کو تعظیم دینے کے لئے ان کی اضافت اپنے نام کی طرف کی۔

(عمدۃ القاری، کتاب الحج، باب رکوب البدن، ج:9، ص:27، ادارۃ الطباعہ بیروت)

حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1762ء) فرماتے ہیں:"ومعظم شعائراللہ اربعۃ القران، والکعبۃ والنبی، والصلوۃ "ترجمہ: شعائر اللہ میں چار بڑے شعائر ہیں۔ قرآن پاک، کعبہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز۔(حجۃ اللہ البالغہ، باب تعظیم شعائر اللہ، ج:1، ص:33، دار الجیل)

شعائر اللہ کی تعظیم شرعا لازم ہے۔ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ میں ان کی تعظیم کرنے کے بارے میں بہت زور دیا گیا ہے۔ سورۃ الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ ﴾ترجمہ: اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔ (سورۃ الحج، آیت:32)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ﴾ترجمہ: جو اللہ کی حرمات (شعائر) کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔ (سورۃ الحج، آیت:30)

احادیث مبارکہ میں بھی ہمیں شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔ جامع ترمذی میں حدیث مبارک ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں:" ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهى ان يصلى فى سبعة مواطن فى المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفى الحمام وفى مواطن الابل وفوق ظهر بيت الله تعالىٰ "ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع کیا کوڑا ڈالنے کی جگہ، ذبح خانہ میں، قبرستان میں، راستے کے بیچ میں، حمام (غسل خانے میں)، اونٹوں کے باڑے میں، اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ کی چھت پر۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ مایصلی الیہ وفیہ، ج:1، ص: 259 دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہاں کعبۃ اللہ کی چھت پر نماز پڑھنے کی ممانعت اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے جیسا کہ در مختار مع شامی میں ہے:" وان كره الثانى للنهى وترك التعظيم ـ ـ ـ ﴿قوله﴾ وان كره الثانى اى الصلوة فوقها ﴿قوله للنهى﴾ لانها من السبع التى نهى عنها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ فی الکعبۃ، ج:1، ص:674، مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

اور شعائر اللہ کی توہین سے ممانعت قرآن میں وارد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ ﴾ترجمہ: اے ایمان والو شعائر اللہ کی بے ادبی نہ کرو۔ (سورۃ المائدہ، آیت 2)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خانہ کعبہ شعائر اللہ میں سے ہے اور شعائر اللہ کی تعظیم فرض ہے اور یہ کہنا کہ "بیت اللہ کی چھت پر جوتے پہن کر ہی چڑھنا چاہیے"، یہ شعائر اللہ کی بے ادبی اور توہین کی ترغیب دینا ہے اور یہ شدید ترین حرام ہے۔

جنت اللہ عزوجل کی نعمت عظمیٰ ہے جس میں موجود کثیر نعمتوں کا ذکر اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں کیا ہے اور اپنے دیدار کے بغیر بھی اس کی شان بیان کی اور اس کی طرف رغبت کی تعلیم دی ہے، اگرچہ اللہ عزوجل کا دیدار سب سے بڑی نعمت ہے جو اہل جنت کو ہو گا، لیکن ایسا نہیں کہ اس دیدار کے بغیر جنت کی کوئی حیثیت ہی نہیں اور اس پر یوں لعنت کرنا یقیناً اس کی توہین ہے۔

(جواب نمبر 22 تا 26) مرزا محمد علی جہلمی کی طرف سے ائمہ و اولیائے کرام کے بارے میں کہے گئے مذکورہ بالا جملے اس کے خبث باطن اور اس کے فاسد نظریات کا واضح ثبوت ہیں۔ جن سے کئی گمراہ کن باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(الف) مرزا کی گفتگو سے متعدد بزرگان دین بلکہ ائمہ مجتہدین اور اکابر اولیاء کرام کی توہین ہو رہی ہے جو کہ بہر صورت ضلالت و گمراہی اور بعض صورتوں میں کفر ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھونکنے والا کہا، حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے لعنت اللہ

علیہ کہا، سارے احناف کو جہنمی کہا، چوتھی صدی کے عظیم فقیہ امام احمد بن محمد قدوری کو کتے کا بچہ کہا، علماء کرام کے بارے میں کہا مولویوں کے گاٹے پر میں نے ہاتھ رکھا ہے ان کی چیخیں نکل رہی ہیں وغیرہ۔

(ب) مرزا نے بعض اکابرین اور عظیم ترین فقہاء و مجتہدین اور اولیاء عظام کے بارے میں بدترین نازیبا اور دل آزار کلمات استعمال کیے ہیں۔ حالانکہ ان برگزیدہ شخصیات کی دینی خدمات اتنی عظیم ہیں کہ تاریخ اسلام تو کیا تاریخ انسانیت میں بعد الانبیاء وصحابہ ان جیسی مثال نہیں ملتی۔ کسی عام انسان کو بُرا کہنا ناجائز و حرام ہے چہ جائیکہ مسلمہ اکابر کی بے ادبی کی جائے۔

(ج) حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ترین شخصیات جنہوں نے بے شمار مشرکوں کو دولت ایمان سے سرفراز کیا، ان کو گستاخ اور کافر کہا ہے اور یہ مرزا کا علماء و اولیاء کے ساتھ بغض و عناد ہے اور ان کی دینی و ملی خدمات اور ان کے علم و تقویٰ کی تحقیر ہے، جس سے علم کی توہین اور اسلام دشمنی عیاں ہے۔

ان کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کریں:

(الف) علمائے اسلام اور اولیاء کرام کی تعظیم و توقیر مطلوب شرع اور دنیوی و اخروی نجات و برکت کا ذریعہ ہے اور ان کی توہین کرنا یا ان کے علم کی وجہ سے ان کے ساتھ بغض و عناد رکھنا اور برا بھلا کہنا، توہین کرنا بہت بڑی محرومی اور اسلام دشمنی ہے کیونکہ علماء کرام اور اولیاء عظام اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب اور وارث انبیاء ہوتے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے پیغام توحید و رسالت اور شریعت کے علوم و احکام کو امت تک پہنچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد آیات اور سینکڑوں مستند احادیث میں علماء کرام کی فضیلت و شان اور ان کے مقام و مرتبے کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمہ: اے نبی آپ فرمادیجئے کیا جو لوگ جانتے ہیں (اہل علم) اور جو نہیں جانتے (غیر علماء) برابر ہیں؟ (یعنی برابر نہیں ہیں۔) (الزمر، آیت: 9)

علم کی فضیلت کی وجہ سے علماء کو درجہ میں دیگر مؤمنین پر بلندی حاصل ہے اس کے متعلق قرآنِ پاک میں ارشادِ باری ہے: ﴿يَرفَعِ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُم وَالَّذِينَ أُوتُوا العِلمَ دَرَجاتٍ واللهُ بِمَا تَعمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ ترجمہ: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (المجادلہ، آیت: 11)

حدیثِ پاک میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جانِ جاناں حضور پُرنور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین'' ترجمہ: اللہ پاک جس کے ساتھ خیر (بھلائی) کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی فقہ (یعنی سمجھ بوجھ، فہم) عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج1، ص16، مکتبہ یادگار شیخ، لاہور، ابن ماجہ، حدیث: 221)

علماء کرام کے لئے اللہ تعالیٰ کی متعدد چھوٹی بڑی مخلوقات دعا و استغفار کرتی ہیں جیسا کہ ترمذی میں حدیث مبارک ہے: ''عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا عَابِدٌ، وَالآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ: إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ، وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرَضِينَ، حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا، وَحَتَّى الْحُوتَ، لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ'' ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دو اشخاص کا ذکر کیا گیا: ایک عابد اور دوسرا عالم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمان و زمین والے، حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعائیں کرتی ہیں جو لوگوں کو خیر (بھلائی) کی تعلیم دیتا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث:2685)

علماء کرام کے انبیاء کرام کے نائب ہونے سے متعلق سنن أبي داود میں ابو داود سلیمان بن الاشعث رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 275ھ) حدیث بیان کرتے ہیں:"عن أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: العلماءُ ورثةُ الأنبياءِ، وإنَّ الأنبياءَ لم يُوَرِّثوا دينارًا ولا درهمًا، إنما وَرَّثوا العلمَ، فمَن أخَذَه أخذ بحظٍّ وافرٍ"ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے دینار و درہم نہیں چھوڑے، بلکہ علم چھوڑا، جس نے یہ علم لے لیا، اس نے بڑی خیر پالی۔ (سنن ابی داود، کتاب: العلم، حدیث: 3641)

یہاں تک یہ امر واضح ہوا کہ اولیاء کرام اور علماء عظام مقربین خدا اور سول ہیں اور وارث الانبیاء اور زمین پر نائب محبوب خدا ہیں اسی لیے ان کی حد درجہ تعظیم و توقیر لازم ہے۔ جب کہ مرزا انجینئر کے گستاخانہ الفاظ جو اس نے اکابر علماء کرام اور اولیاء عظام سے متعلق بولے اور اتنی بار اور اتنے اکابرین کے بارے بولے کہ عرف عام اور لوگوں میں اس کی عادت و سرشت شمار ہو گئے۔ ان میں سے سینکڑوں قابل توہین جملوں میں سے محض چند جملے مسئلہ کی وضاحت کے لئے ذکر کئے جارہے ہیں مثلا ایک کلپ میں اپنے بارے کہتا ہے: میرا تو یہی خیال ہے کہ مولویوں سے اللہ نے ہاتھ اٹھالیا ہے۔ پہلے تے صرف ہتھ اٹھایا سی نا' ہن جناب میرے ہتھ دے ذریعے نااوناں دے گاٹے پکڑوالئے نیں۔ آگے کہتا ہے: سرکار ہاتھ میں نے ان کی گردنوں پر رکھا ہوا ہے ناعلمی۔ اس لئے آپ دیکھیں ان کی چیخیں نکل رہی ہیں۔"

ایک کلپ میں سراج الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ کو بھی "بھونکنے والا" کہا ہے۔ حالانکہ امام الائمۃ ہر دور کے کروڑوں بلکہ اربوں مسلمانوں کے پیشوا ہیں، حضرت سیدنا نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان و فقہی وجاہت صرف مُسلّم ہی نہیں بلکہ صحیح العقیدہ مسلمانوں، فقہاء کرام، محدثین عظام اور مجتہدین حضرات کا اس پر اجماع ہے۔ اور آپ کے چار ہزار اساتذہ کرام صرف حدیث میں ہیں اور ہزاروں شاگرد ہیں جب کہ آپ کے شاگردوں کے لاکھوں شاگرد ہیں۔ آپ کی فقہی بصیرت اور ہمہ جہت علمی مقام و مرتبہ کی وجہ سے امت کا اکثر حصہ ان کا مقلد و پیروکار رہا ہے اور اب بھی پوری دنیا میں سب سے زیادہ مسلمان احناف ہیں۔ اکابرین امت میں سے چند فقہاء کرام و علماء عظام کے آپ کے بارے توصیفی کلمات ملاحظہ ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) جو کہ خود مذہب شافعیت کے بانی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں:"النَّاسُ عیال علی ابی حنیفہ فی الفقه "ترجمہ: لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ پر منحصر ہیں۔یعنی فقہ میں ان کا مقام ایسا ہے کہ دیگر فقہاء ان سے فیض یافتہ ہیں۔ (مسند الإمام أبي حنيفة، از ابو نعیم الاصبہانی، جلد 1، صفحہ 22، مکتبۃ الکوثر)

عظیم فقیہ اور امیر المومنین فی الحدیث، صحاح ستہ میں شامل کتاب ابو داؤد شریف کے مصنف کے استاذ اور تبع تابعین میں شامل امام مالک و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے شاگرد امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:"ما رأيتُ رجلا أوقرَ في مجلسه، ولا أحسنَ سمتًا، ولا أعظمَ حلمًا من أبي حنيفة"ترجمہ: میں نے کسی کو مجلس میں امام ابو حنیفہ سے زیادہ باوقار، عمدہ اخلاق والا اور حلم والا نہیں پایا۔

(سیر أعلام النبلاء، امام ذہبی، جلد 6، صفحہ 400، مؤسسۃ الرسالہ)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:"الإمامة في الفقه ودقائقه مسلمة إلى هذا الإمام، وهذا أمر لا شك فيه" ترجمہ: فقہ اور اس کے باریک مسائل میں امامت، امام ابو حنیفہ کے لیے مسلم ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں۔ (سیر أعلام النبلاء، امام ذہبی، جلد 6، صفحہ 403، مؤسسۃ الرسالہ)

امام شافعی علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:"من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة"ترجمہ: جو فقہ میں متبحر اور ماہر بننا چاہے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرے۔ (تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الجزء 13، صفحہ 346)

بلکہ آپ ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی بشارت حدیث پاک میں دی گئی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لوکان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس قال من ابناء فارس حتی یتناولہ “ترجمہ: اگر دین اوج ثریا (آسمان کے خاص ستارے) پر بھی ہوتا تو اہل فارس یا فرمایا: ابناء فارس میں سے ایک شخص وہاں سے پالے گا۔ (مسلم، کتاب الفضائل الصحابہ، باب فضل فارس، ج:2، ص:312، قدیمی کتب خانہ)

یہ حدیث صحاح کی دیگر کتب میں بھی موجود ہے۔ متعدد محدثین کرام نے اس فرمان کا مصداق سراج الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بنایا ہے۔ حجۃ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے تبیض الصحیفۃ میں ”تبشیر النبی ﷺ بہ“ کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں انہوں نے امام مالک اور امام شافعی کی فضیلت پر وارد ہونے والی احادیث تحریر کرنے کے بعد مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے بارے لکھا ہے: ” اقول : وقد بشر بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ “ترجمہ: میں کہتا ہوں: اس حدیث میں امام ابو حنیفہ کی بشارت دی گئی ہے جسے امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہے۔ (تبیض الصحیفہ بمناقب ابی حنیفۃ، ص:31 تا 33)

امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۴ھ) نے بھی الخیرات الحسان میں باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے ”فیما ورد من تبشیر النبی بالامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ“ امام ہیتمی نے اس باب کے ابتدائیہ میں امام جلال الدین سیوطی کی درج بالا تحقیق درج کرنے کے بعد لکھا کہ امام سیوطی کے بعض تلامذہ نے کہا ہے اور اس کی ہمارے شیخ نے توثیق کی ہے:” ان الامام اباحنیفۃ ھو المراد من ھذا الحدیث ظاھر لا شك فیہ لانہ لم یبلغ احد ای فی زمنہ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ ولا مبلغ اصحابہ۔ وفیہ معجزۃ ظاھرۃ للنبی ﷺ حیث اخبر بما سیقع ، ولیس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وھم الفرس و سیاتی ان جد الامام ابی حنیفۃ منھم علی ما علیہ الاکثرون“ ترجمہ: یقینا اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ مراد ہیں کیونکہ آپ کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے مبلغ علم اور آپ کے شاگردوں کے درجہ علم تک نہیں پہنچا اور اسی حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہے کہ جیسا آپ نے خبر دی ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی مشہور شہر نہیں ہے بلکہ یہ عجم کے لحاظ سے جنس ہے اور وہ فارسی کہلاتے ہیں۔ آگے عنقریب بیان آئے گا کہ امام ابو حنیفہ کے دادا فارسی النسل تھے اسی پر اکثر ائمہ کا اتفاق ہے۔ (الخیرات الحسان، ص:28، دار الارقم)

یہاں یہ بات خصوصا قابل توجہ ہے کہ معروف ائمہ فقہ میں سے صرف امام اعظم ابو حنیفہ وہ واحد شخص تھے جو اصلا فارسی النسل تھے۔ جس وجہ سے امام مسلم کی روایت کردہ درج بالا حدیث مبارکہ کے حقیقی مصداق امام اعظم ابو حنیفہ ہی بنتے ہیں۔ پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ائمہ میں سے امتیازی حیثیت کے حامل ہیں کہ متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی اور روایات لیں، اس لحاظ سے آپ تابعی ہیں۔ آپ کی شان اور بالخصوص فقہ و حدیث میں لازوال خدمات پر محدثین کی کتابیں شاہد ہیں۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر محدثین بھی بالواسطہ آپ کے شاگردوں میں شامل ہوتے ہیں۔

اسی طرح حضرت شیخ عبد القادر جیلانی المعروف غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے قول: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا مذاق اڑایا اور آپ کی شان سننے پر سبحان اللہ کی بجائے لعنت اللہ کہنے کی تاکید و ترغیب دی جو کہ حضرت غوث اعظم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان ولایت و کرامت کے منافی و بے ادبی ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن سے فیض یافتہ صرف عوام نہیں بلکہ علماء، صلحاء، اولیاء، فقہاء، محدثین الغرض مختلف علوم و فنون میں جس طرح خود حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ماہر تھے اسی طرح مختلف فنون و علوم کے ماہرین ان سے استفادہ فرماتے تھے۔ تصوف و روحانیت میں آپ اگرچہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی ہیں لیکن باقی سلاسل طریقت مثلا سلسلہ عالیہ سہروردیہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ اور سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ سب بلاواسطہ یا بالواسطہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پاکر روحانیت کے سمندر کے عظیم دریا ہیں۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات مسلم اور حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اسی طرح آپ کا یہ فرمان" قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "درجہ تواتر تک پہنچا ہوا ہے آپ کے زمانے سے لے کر آج تک جتنے اکابرین علماء، صوفیائے عظام آئے ہیں ان میں سے کسی نے آپ کی کرامات، روحانی رفعت، علمی وجاہت اور آپ کے مذکورہ فرمان کا انکار نہیں کیا۔ ہاں البتہ جو علم و شعور اور ادب سے خالی اور عقل کا غلام ہے وہ اس کو ماننے سے محروم ہے بلکہ ایسے غیر سلیم الفطرت لوگ معجزات انبیاء کرام اور تقدیر الٰہی کے بھی منکر ہو کر یا تو گمراہ یا پھر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ فرمان سے متعلق جید علما امت کے چند اقوال ملاحظہ ہوں: "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ"یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" یہ قول سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ سے منقول ہے، اور اس پر بڑے بڑے فقہاء اور محدثین نے گفتگو کر کے اس کی تائید واثبات کیا ہے: امام شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں:" ومن کراماتہ المشھورۃ قولہ علی المنبر: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ، فکان فی المجلس خلق کثیر من الأولیاء ، فخضعوا لہ، وأقرّوا بفضلہ، وکان صادقاً فی ذلك"ترجمہ: آپ کی مشہور کرامات میں سے یہ ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت مجلس میں بے شمار اولیاء موجود تھے، سب نے عاجزی سے سر جھکا دیا اور آپ کے فضل وبرتری کا اعتراف کیا، اور آپ اس کلام میں سچے تھے۔ (سیر أعلام النبلاء، ج20، ص440، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت)

امام یافعی متوفی ۷۶۸ھ فرماتے ہیں:" وقد اشتھر أنہ قال علی رؤوس الأشھاد: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ، فشھد لہ الأکابر بصدق المقال، وخضعوا لہ إذ ذاك"ترجمہ: یہ مشہور ہے کہ آپ نے لوگوں کے سامنے اعلان کیا: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ بڑے بڑے مشائخ نے اس قول کی تصدیق کی اور اس وقت آپ کے سامنے عاجزی اختیار کی۔ (مرآۃ الجنان، ج3، ص307، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ متوفی ۹۷۴ھ فرماتے ہیں:" قولہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ، حق لا مریۃ فیہ، إذ ظھر لہ من الکرامات ما لم یظھر لغیرہ، وشھد لہ الأکابر من أھل عصرہ ومن بعدھم بذلك"ترجمہ: شیخ عبد القادر جیلانی کا فرمان: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، حق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ سے وہ کرامات ظاہر ہوئیں جو کسی اور سے نہ ہوئیں، اور اکابر علماء واولیاء نے آپ کے اس مرتبے کی گواہی دی، چاہے وہ آپ کے دور کے ہوں یا بعد کے۔ (الفتاوی الحدیثیہ، ص206، مطبعۃ المیمنیۃ، مصر)

آپ کی شان علمی وروحانی سے متعلق مختلف علوم کے ماہر اکابرین کی آراء ملاحظہ ہو۔ امام ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ لکھتے ہیں:" وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ مُواظِباً عَلَى الصَّلَوَاتِ فِي الْجَمَاعَةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، وَيُفْتِي عَلَى مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَقَدْ تَفَقَّهَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْمُخَرِّمِيِّ. وَكَانَ يَتَكَلَّمُ فِي الْوَعْظِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَيُؤَثِّرُ كَلَامُهُ فِي الْقُلُوبِ"ترجمہ: شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ باجماعت نماز کے پابند اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے، امام احمد بن حنبل کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے، اور انہوں نے ابو سعید مُخرمی سے فقہ سیکھی۔ آپ منافقین پر وعظ فرمایا کرتے اور آپ کا کلام دلوں پر اثر ڈالتا تھا۔ (ذیل طبقات الحنابلۃ، ج1، ص297 ناشر دار المعرفۃ، بیروت)

امام ابن قدامہ المقدسی فرماتے ہیں:" قال الموفق ابن قدامۃ: دخلنا بَغْدَادَ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، فَاذا الشَّيْخ عَبْد الْقَادِرِ عمن انتھت الیہ الرئاسۃ بھا علما عملا ومالا واستفتاءا "ترجمہ: ہم سنہ 561 ہجری میں بغداد گئے اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ سے ملاقات کی۔ ہم نے ان سے بڑھ کر علم والا، عمل والا، مال والا اور شریعت سے متعلق سوالات پوچھے جانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ، ج1، ص295، ناشر: دار المعرفۃ، بیروت)

اسی طرح چوتھی صدی ہجری کے عظیم فقیہ جن کا تخلص قدوری ہے، ان کا پیشہ برتن بنانے کا تھا اس وجہ سے امام قدوری معروف ہیں جن کی کتاب المختصر القدوری کو سینکڑوں برس سے علماء پڑھتے آرہے ہیں اور اب بھی عالم کورس درس نظامی کا حصہ ہے اس کا نام بگاڑ کر قدوری کی بجائے "کتوری" کہا اور خود ساختہ معنی کرتے ہوئے ان کو "کتے کا بچہ" کہا۔ حالانکہ اس کا یہ معنی نہیں ہے۔

اسی طرح حضور داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ جیسی بے شمار مشرکوں کو دولت ایمان سے سرفراز کرنے والی شخصیات کو گستاخ اور کافر کہا ہے۔ یہ کتنی دیدہ دلیری اور ظلم عظیم ہے کہ اتنی عظیم ہستیوں کو گستاخ و کافر کہہ رہا ہے حالانکہ کسی عام مسلمان کو بھی بلاوجہ شرعی کافر کہنا ناجائز و حرام ہے اور کفر خود قائل کی طرف لوٹتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ علماء کرام اور اولیاء عظام کی شان بلند و بالا ہے اور مرزا جہلمی نے ان کی بے ادبی و گستاخی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس بے ادبی و توہین کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر کسی عالم یا ولی اللہ کو ذاتی بغض، حسد یا دنیاوی معاملات میں برا بھلا کہا جائے تو یہ حرام اور کبیرہ گناہ اور سخت خطرناک ہے کیونکہ علماء کی بے حرمتی سے عوام الناس کے دلوں میں دین اور اس کے نمائندوں کی وقعت کم ہوتی ہے۔ امام نووی (المتوفی 676ھ) علماء پر طعن و تشنیع کرنے والے کے بارے میں لکھتے ہیں: "وَاحْذَرْ غَايَةَ الْحَذَرِ مِنْ أَنْ تُطْلِقَ لِسَانَكَ فِي الْعُلَمَاءِ بِالثَّلْبِ، فَإِنَّ لُحُومَهُم مَسْمُومَةٌ، وَسُنَّةُ اللهِ فِي هَاتِكِ أَعْرَاضِهِمْ مَعْلُومَةٌ." ترجمہ: علماء پر طعن و تشنیع سے اپنی زبان کو بہت زیادہ بچاؤ، کیونکہ ان کا گوشت زہریلا ہے، اور ان کی عزت پامال کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی سنت (سزا) سب کو معلوم ہے۔ (مقدمۃ المجموع، ج1، ص:63، دار الفکر)

حضرت امام عبد اللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ ۱۸۱ھ فرماتے ہیں: "من استخف بالعلماء ذهبت آخرته، ومن استخف بالامراء ذهبت دنياه، ومن استخف بالإخوان ذهبت مرؤته" ترجمہ: جس نے علماء کی توہین کی اس کی آخرت برباد ہوگئی اور جس نے امراء کی اہانت کی اس کی دنیا چلی گئی اور جس نے بھائیوں کی ناقدری کی اس کی مروت ختم ہوگئی۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی، ج:8، ص:408)

امام احمد بن اذرعی شافعی ۷۸۳ھ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "الوقيعة في اهل العلم ولا سيما اكابرهم من كبائر الذنوب" ترجمہ: اہل علم کی مذمت و توہین خاص طور سے ان کے اکابر کی، کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(الرد الوافر لابن ناصر الدین الدمشقی، ص:303)

(۲) علماء کرام اور اولیاء عظام کی اس وجہ سے توہین کرنا کہ وہ دین کے نمائندے ہیں، یا ان کے علم کا مذاق اڑانا، یہ دراصل دین کی توہین ہے اور ایسا شخص کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ امام علاء الدین محمد بزازی حنفی (متوفی ۸۲۷ھ) نے توہین علماء و مشائخ سے متعلق تفصیلی حکم تحریر فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں: "وفي البزازية: فالاستخفاف بالعلماء؛ لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالى منحه فضلاً على خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابةً عن رسله، فاستخفافه بهذا يعلم أنه إلى من يعود، والاستخفاف بالأشراف والعلماء كفر. ومن قال للعالم: عويلم أو لعلوي عليوي قاصداً به الاستخفاف كفر. ومن أهان الشريعة أو المسائل التي لا بد منها كفر، ومن بغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر" ترجمہ: علماء کرام کی توہین اس لیے کرنا کہ وہ علم دین کے عالم ہیں اس میں علم کی توہین ہے۔ اور علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جسے وہ اپنے پسندیدہ بندوں پر فضل کرتے ہوئے عطا فرماتا ہے تاکہ وہ حضرات رسل اکرام علیہم الصلوۃ والسلام کی نیابت کرتے ہوئے اللہ

تعالیٰ کی مخلوق کو شریعت کی تبلیغ و راہنمائی کریں۔ یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ علماء کی یہ توہین کہاں تک پہنچتی ہے (یعنی علم کی توہین ہوتی ہے جو کہ صفت الٰہی ہے اور اللہ پاک کی کسی صفت کی توہین اللہ پاک کی توہین ہے جو کہ کفر ہے۔) علماء ومشائخ کی توہین کرنا کفر ہے۔ عالم یا علوی کو تصغیر کے صیغہ یعنی گھٹیا الفاظ سے پکارنا مثلاً عویلم یا علیوی کہنا ان کی تحقیر وتوہین کے ارادے سے ہو تو کفر ہے۔ جس نے شریعت یا شریعت کے مسائل ضروریہ کی اہانت کی تو اس نے کفر کیا۔ جس نے ظاہری (دنیاوی) سبب کے علاوہ عالم دین سے بغض رکھا اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔

(فتاویٰ بزازیہ (المعروف فتاویٰ خانیہ مع البزازیہ ج6 ص333، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری متوفی ۱۳۴۰ھ علیہ الرحمہ عُلَمائے دین کی توہین کرنے سے متعلق فرماتے ہیں: ”علماء کی توہین سخت حرام، سخت گُناہ، اَشَدّ کبیرہ۔ عالمِ دین سُنّی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمدّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائِب ہے۔ اس کی تحقیر (توہین) مَعَاذَ اللہ محمدّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے اور محمدّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں گستاخی مُوجِبِ لعنتِ الٰہی وعذابِ الیم ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 649، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصہ کلام:

مذکورہ سوالات کے جوابات کی تفصیل سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہوا کہ انجینئرَ محمد علی مرزا جہلمی کے عقائد و نظریات قرآن واحادیث اور ائمہ کی تصریحات کے خلاف ہیں، یہ شخص اپنے افکار واقوال باطلہ کی وجہ سے شانِ الوہیت میں شرک، انبیاء علیہم السلام خصوصا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و توہین، قرآنِ کریم کی تحریف، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، اولیائے کرام، ائمہ مجتہدین، جنت و کعبہ معظمہ کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ ان تمام تر قبائح کے ساتھ ساتھ اس کا انداز تکلم اور طرز گفتگو گھٹیاترین اور توہین آمیز ہے، یہ عام لوگوں کو صحابہ کرام سمیت دیگر مستند پیشوایانِ اسلام سے بدظن کر رہا ہے اور بالخصوص نسلِ نَو کو اکابرینِ اسلام اور بزرگانِ دین سے بیزار کر کے اپنی طرح کا بے ادب و گستاخ بنا رہا ہے۔

لہٰذا عوام پر لازم ہے کہ ایسے بے ادب و گستاخ اور جاہل مطلق شخص سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھیں۔ ارباب اختیار واقتدار اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر لازم ہے کہ شریعت اسلامیہ اور آئین پاکستان کی روشنی میں مرزا محمد علی جہلمی کے خلاف فی الفور توہینِ رسالت، صحابہ واہلِ بیت، شعائر اسلام، اولیاء کرام کی توہین اور کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی دفعات کے تحت مقدمات درج کر کے کارروائی عمل میں لائی جائے اور اسے قرار واقعی سزا دے کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ نیز اس کے بیانات فساد فی الارض کا باعث ہیں اور اس کے حالیہ بیان (لفظ دجال) نے مسلمان اور کرسچن کمیونٹی کے درمیان منافرت پھیلانے، ملک کو خانہ جنگی میں دھکیلنے اور داخلی انتشار پھیلانے کی قبیح کوشش کی ہے اور کرسچن کمیونٹی کے جان ومال کو عدم تحفظ کا شکار کیا ہے۔

متعلقہ اداروں کی ذمہ داری ہے کہ فی الفور اس کے ہر قسم کے وعظ پر ہمیشہ کے لیے پابندی عائد کر کے یوٹیوب اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز سے اس کے آفیشل اور نان آفیشل چینلز وغیرہ کو ختم کروا کر ڈیٹا ڈیلیٹ کروایا جائے تاکہ اس کے فتنے کی وجہ سے ملک میں انتشار وافتراق کا جو ماحول بن رہا ہے وہ یہیں پر ختم ہو جائے، کہیں یہ سلگتی ہوئی چنگاری دین اور ملک کے لیے کسی بڑی تباہی وانتشار کا باعث نہ بن جائے۔

جو لوگ اپنی کم علمی میں مرزا کو عالم بلکہ پیشوا سمجھ رہے ہیں ان حقائق کے واضح ہونے کے بعد ان پر لازم ہے کہ وہ توبہ واستغفار کریں اور اس بے دین، شریر ترین شخص سے دور رہیں اور جن لوگوں نے اس کے نظریات کے بارے حکم شرعی جانے بغیر اس کے حق میں بیانات وتحریریں دی ہیں ان پر رجوع اور توبہ کرنا لازم ہے۔ اگر کوئی پیر اس کی حمایت کرے تو اس کی بیعت جائز نہیں یا امام مسجد اس کے حق میں بولے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ سوشل میڈیا وغیرہ پر جو مرزا کے نظریات کے حامی دیگر مسلمانوں کو گمراہ ومشرک قرار دیں ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی کی جائے تاکہ ملک میں امن قائم رہ سکے۔

ان تمام احکامات شرعیہ کا علم ہونے کے باوجود جو شخص بھی مرزا جہلمی کو حق پر جانے، اس کی حمایت وتائید کرے اور اس کے توہین آمیز بیانات کو حق جانے یا اس کی فاسد تاویلات کرے اس کے لیے بھی وہی حکم ہے جو مرزا جہلمی کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔

حکومت پاکستان اور تمام مسالک کے علماء کی باہمی مشاورت سے جو ضابطہ اخلاق "پیغام پاکستان" کے نام سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کی شق نمبر (21) کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: "صراحت، کنایہ اور اشارہ کے ذریعے کسی بھی صورت میں انبیائے کرام ورسل عظام علیہم السلام، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، شعائر اسلام اور ہر مسلک کے مسلمہ اکابر کی اہانت کے حوالے سے ضابطہ فوجداری کے آرٹیکل 295-298 کی تمام دفعات کو ریاستی اداروں کے ذریعہ لفظاً اور معناً نافذ کیا جائے۔"

(پیغام پاکستان، ص:30-31، شق نمبر 21، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، سن اشاعت ۲۰۱۸ء)

لہذا اس مذکورہ قانونی پہلو کے تناظر میں بھی مرزا محمد علی انجینئر کے معاملے کو بلا تامل اور بلا تاخیر پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

-- واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب



مرزا محمد علی انجینئر کی گستاخیوں کے متعلق متفقہ فتوی　38　اہل سنت شرعیہ کونسل

مفتی محمد رضا کونین
(ادارہ مرکز الایمان، لاہور)

مفتی محمد فیصل رضا قادری

مفتی محمد ندیم قمر
(جامعہ فاطمیہ، لاہور)

مفتی خلیل احمد یوسفی
(جامعہ یوسفیہ، لاہور)

جامعہ فاطمیہ تعلیم القرآن
دار الافتاء
ریلوے کیرج شاپس مغلپورہ لاہور

تصدیقات وتائیدات:

1 استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول بقیۃ السلف
مفتی محمد عبد العلیم سیالوی، شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور

2 الجواب صحیح والمجیب مصیب
ڈاکٹر مفتی پیر محمد رمضان سیالوی عفی عنہ
خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور

3 الجواب صواب
مولانا رضائے مصطفی نقشبندی وزیر بلال گنج لاہور
ناظم اعلی جامعہ رسولیہ شیرازیہ
پیر مفتی محمد اکرم الازہری پرنسپل جامعہ عائشہ للبنات لاہور

علامہ مولانا محمد ارشد نعیمی
(ناظم اعلی جامعہ فخر العلوم لاہور)

JAMIA FAKHERUL ULOOM MURTAZAIA NAQESH BUNDIA (REG.)
Mian Bilal Park Daroghawala LAHORE

الجواب صواب
مفتی طاہر شہزاد سیالوی
ناظم اعلی جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور

الجواب صحیح
مولانا محمد عبد اللہ ثاقب
ناظم اعلی [illegible]

مرزا جہلمی جب متعدد انبیاء کرام کی گستاخی کی ہے تو کسی ایک نبی یا رسول علیہم السلام کی گستاخی کرنے والا گستاخ رسول اور ۲۹۵ سی کے تحت درج سزا کا مستحق ہے۔ نیز صحابہ و اولیاء کی گستاخی کرنے والے کے بارے دیگر دفعات میں درج سزا کا مستحق ہے نیز ہیٹ میٹریل کے تحت بھی کارروائی کی جائے اصلاح کی خاطر [illegible] دی ہیں [illegible]

مفتی دار الافتاء المحمدیہ الغوثیہ [illegible] شریف ضلع [illegible]
1-10-2025



تصدیقات وتائیدات:

مفتی محمد وسیم اختر صاحب

(دار الافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی، کراچی)



مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب

(دار الافتاء جمیعت اہلسنت پاکستان)



مفتی محمد حسن سعیدی صاحب

(جامعہ انوار العلوم، ملتان)



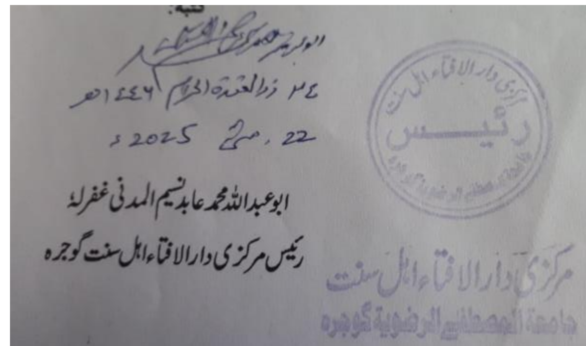
استاذ العلماء مناظر اسلام مفتی عبد الحمید چشتی صاحب

(جامعۃ الرسول خانیوال)



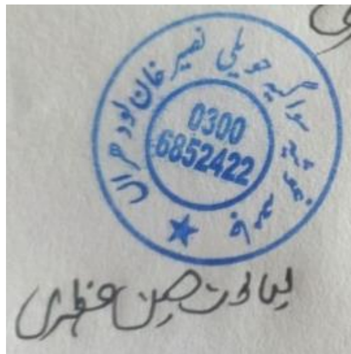
استاذ العلماء مفتی عابد نسیم المدنی صاحب

(دار الافتاء اہلسنت گوجرہ)



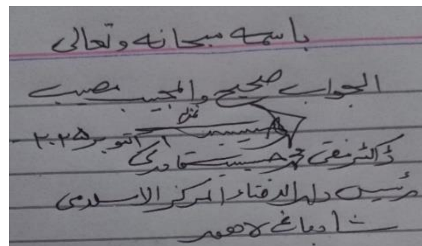
استاذ العلماء مفتی لیاقت حسین مظہری صاحب

(جامعہ غوثیہ سواگیہ حویلی نصیر خاں، لودھراں)



پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد حسیب قادری صاحب

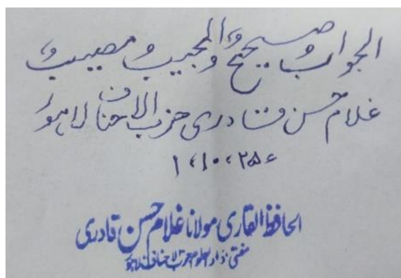
(رئیس دار الافتاء المرکز الاسلامی شاد باغ، لاہور)





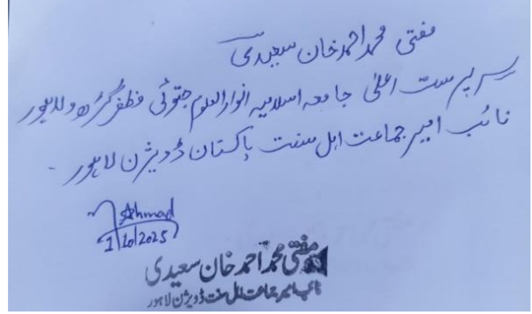
مفتی غلام حسن قادری

(دار الافتاء حزب الاحناف، لاہور)



مفتی محمد احمد خان صاحب

(جامعہ اسلامیہ انوار العلوم، جتوئی، مظفر گڑھ و لاہور)



مفتی محمد یونس انس القادری

(سیلانی دار الافتاء کراچی)



مفتی محمد احسن اویسی صاحب

(دار العلوم میمن مسجد، بولٹن مارکیٹ، کراچی)



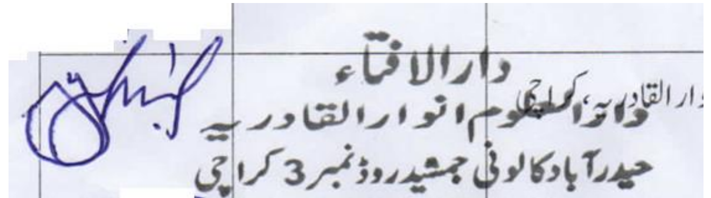
مفتی سیف اللہ باروی

(دار العلوم میمن، کراچی)



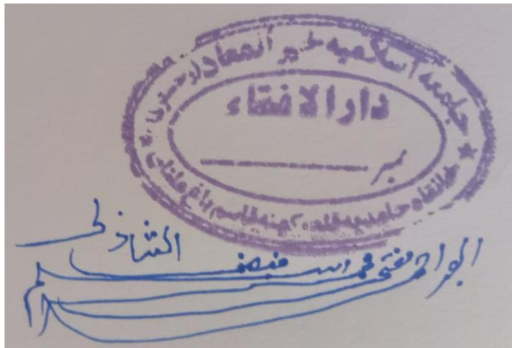
مفتی غلام یاسین سعیدی صاحب

(جامعہ انوار القادریہ، کراچی)



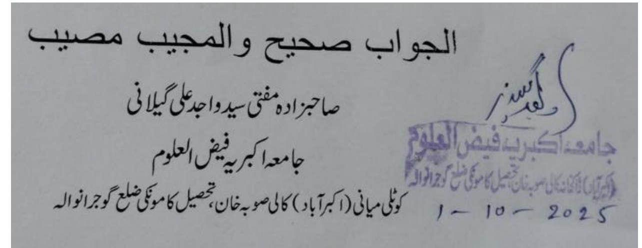
ابو احمد مفتی محمد اسلم فیضی صاحب

(جامعہ اسلامیہ خیر المعاد، ملتان)



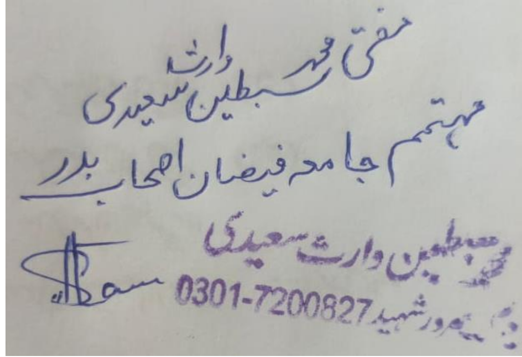
صاحبزادہ مفتی سید واجد علی گیلانی

(جامعہ اکبریہ فیض العلوم، تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ)



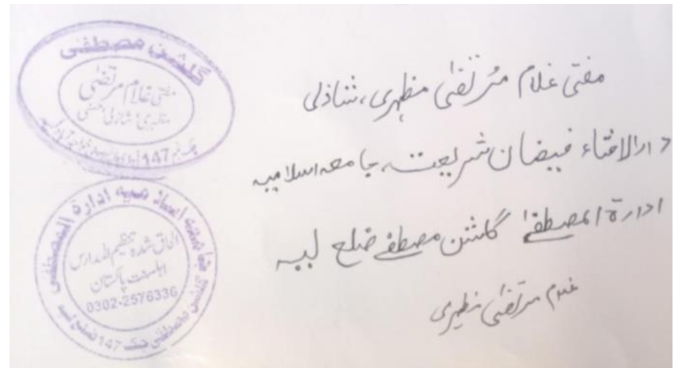
مفتی محمد سبطین وارث سعیدی

(جامعہ فیضان اصحاب بدر، چوک سرور شہید)



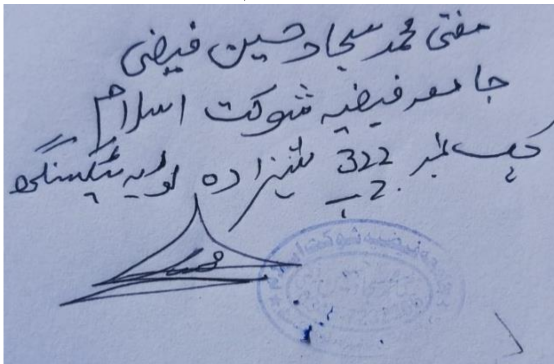
مفتی غلام مرتضی مظہری شاذلی

(ادارۃ المصطفے گلشن مصطفے لیہ)



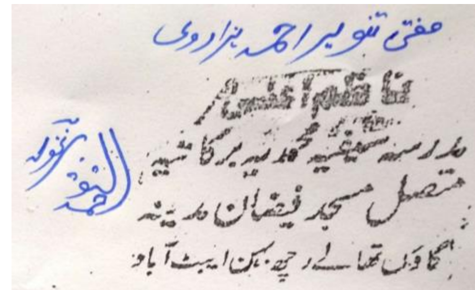
مفتی محمد سجاد حسین فیضی

(جامعہ فیضیہ شوکت اسلام، ٹوبہ ٹیک سنگھ)



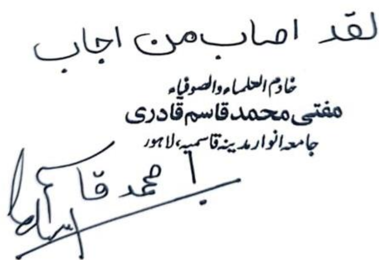
مفتی تنویر احمد ہزاروی صاحب

(ایبٹ آباد)



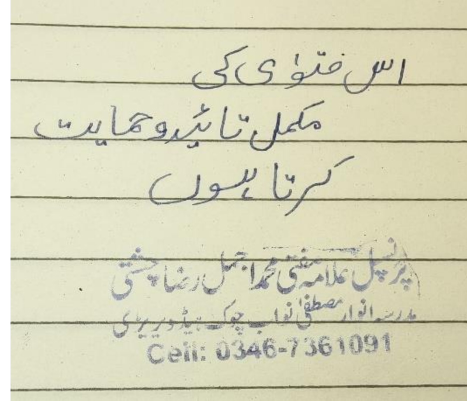
مفتی محمد قاسم قادری

(جامعہ انوار مدینہ قاسمیہ، لاہور)



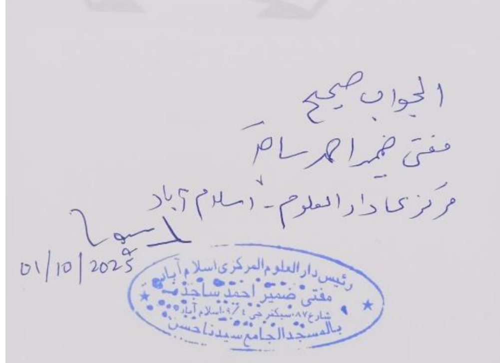
پرنسپل علامہ مفتی محمد اجمل رضا چشتی

(مدرسہ انوار مصطفیٰ نواب چوک)



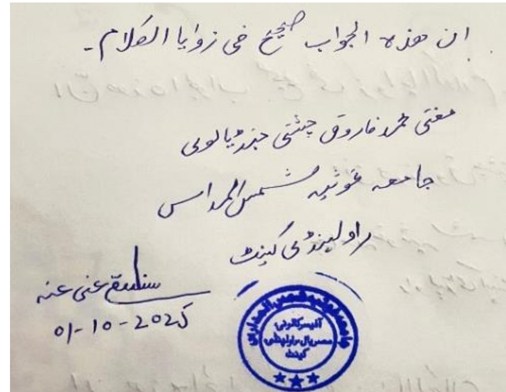
مفتی ضمیر احمد ساجد

(مرکزی دار العلوم، اسلام آباد)



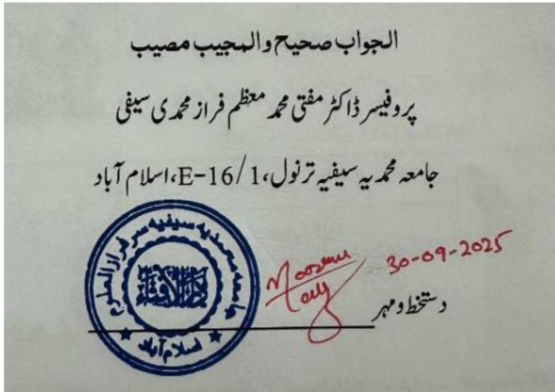
مفتی محمد فاروق چشتی جنڈیالوی

(جامعہ غوثیہ شمس المدارس، راولپنڈی کینٹ)



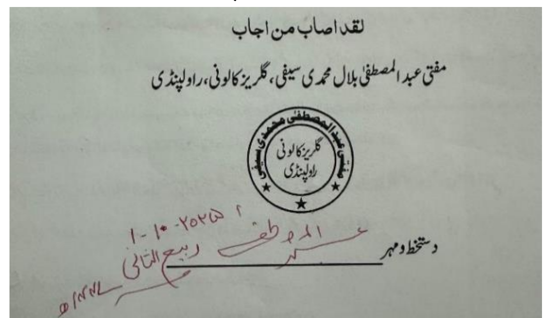
پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد معظم فراز محمدی سیفی

(جامعہ محمدیہ سیفیہ ترنول، اسلام آباد)



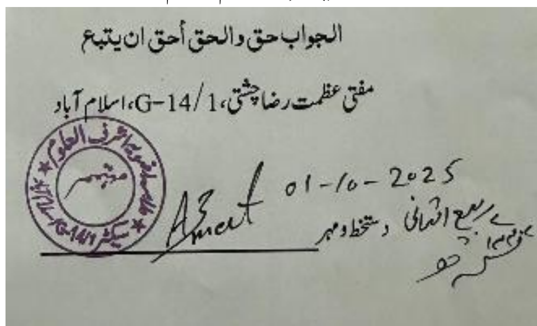
مفتی عبد المصطفیٰ بلال محمدی سیفی

(گلریز کالونی، راولپنڈی)



مفتی عظمت رضا جشتی

(مدرسہ رجویہ اشرف العلوم، اسلام آباد)



ابو المناظر مفتی سید مشاہد حسین شاہ کاظمی

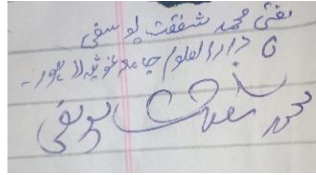
(ادارہ المشاہدات سینٹر، لاہور)



مفتی محمد شفقت یوسفی صاحب

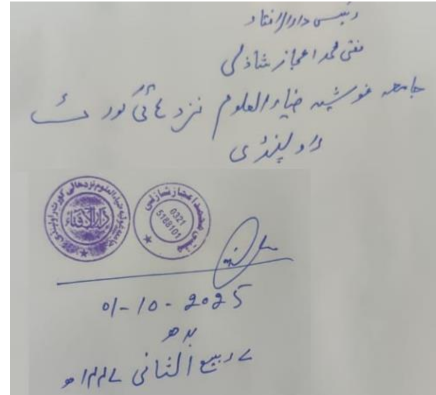
(دار العلوم جامعہ غوثیہ، لاہور)





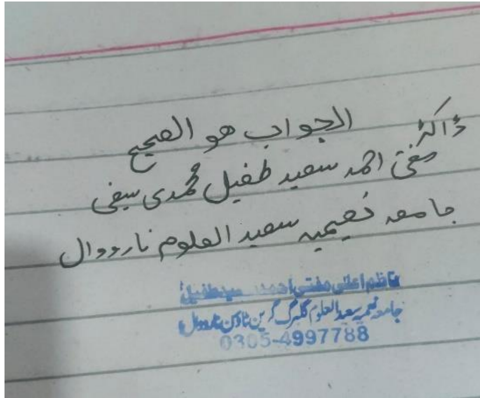
مفتی محمد اعجاز شاذلی

(جامعہ غوثیہ ضیاء العلوم، نزد ہائی کورٹ، راولپنڈی)



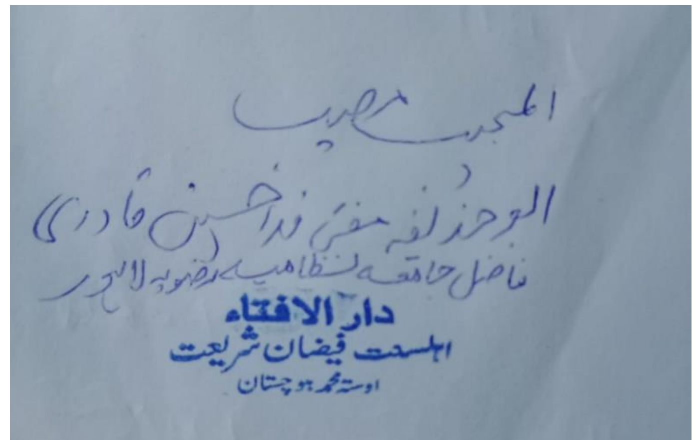
ڈاکٹر مفتی سعید طفیل محمدی سیفی

(جامعہ نعیمیہ سعید العلوم، نارووال)



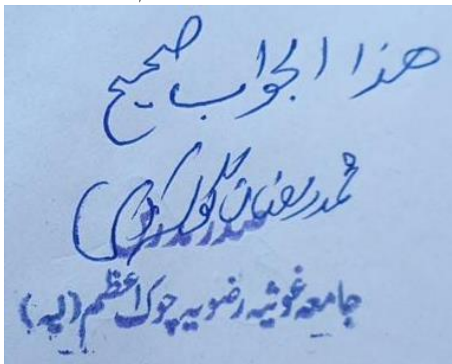
ابو حذیفہ مفتی فدا حسین قادری

(دار الافتاء اہلسنت فیضان شریعت اوستہ محمد بلوچستان)



مفتی محمد رمضان چشتی گولڑوی صاحب

(جامعہ غوثیہ رضویہ چوک اعظم لیہ)



مفتی محمد اسماعیل نورانی

(جامعہ انوار القرآن، کراچی)



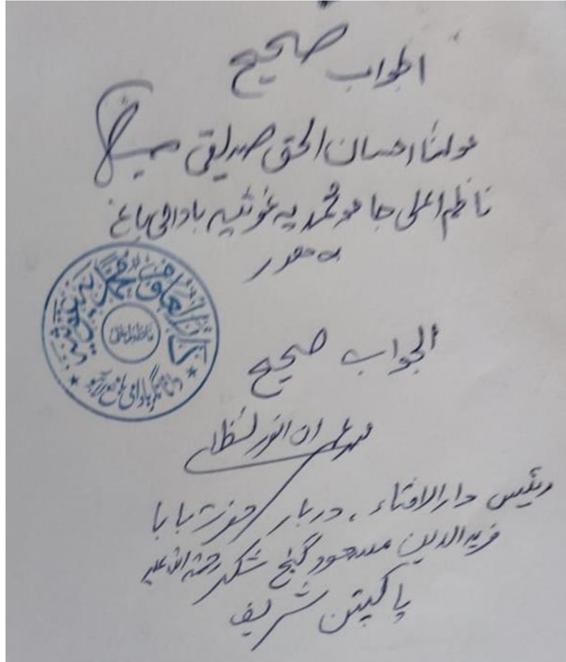
مولانا احسان الحق صدیقی

(ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ غوثیہ بادامی باغ، لاہور)

و

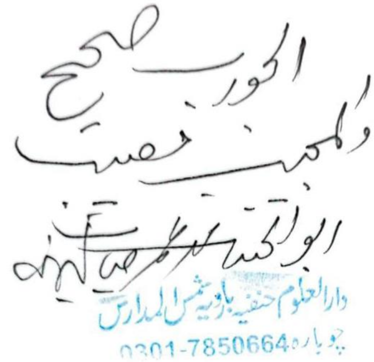
ڈاکٹر مفتی محمد عمران انور نظامی

(رئیس دارالافتاء دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف)



مفتی محمد عمر حیات باروی

(دارالعلوم حنفیہ بارویہ شمس المدارس چوبارہ)



مفتی محمد کامران عباسی ضیائی

(دارالافتاء جامعہ عمار بن یاسر)



الجواب الصحیح والمجیب مصیب

مفتی محمد کامران عباسی ضیائی

مفتی دارالافتاء جامعہ عمار بن یاسر

مفتی محمد نوید عباسی

(مہتمم ومفتی مرکز علوم القرآن، کلفٹن کراچی)



الجواب الصحیح

مفتی محمد نوید عباسی

(مہتمم ومفتی مرکز علوم القرآن، کلفٹن کراچی)

مفتی محمد حنیف قریشی قادری

(رئیس دارالافتاء جامعہ عمار بن یاسر)



الجواب صحیح

مفتی محمد حنیف قریشی قادری

رئیس دالافتاء جامعہ عمار بن یاسر

مفتی مسعود بن عبد العزیز قادری

(مفتی دارالافتاء جامعہ ملیہ اسلامیہ)

الجواب صحیح

مفتی مسعود بن عبدالعزیز قادری

مفتی دارالافتاء جامعہ ملیہ اسلامیہ



علامہ سید مصباح الحسن گیلانی

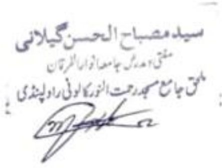
(ناظم اعلیٰ جامعہ انوار الفرقان، راولپنڈی)

فتویٰ کی تائید کرتے ہیں

علامہ سید مصباح الحسن گیلانی

ناظم اعلیٰ جامعہ انوار الفرقان

ڈاکٹر قدیر روڈ راولپنڈی



محمد افضل باجوہ صاحب

(جامعہ اسلامیہ فیروزیہ، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ)

اس فتوٰی کی مکمل تائید وحمایت کرتا ہوں۔

الفقیر محمد افضل باجوہ

ناظم ومہتمم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ فیروزیہ

مرکزی امیر تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

جامعہ اسلامیہ فیروزیہ

داتا زید کا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری

(ادارۃ وحدت اسلامیہ لاہور پاکستان)

الجواب الصحیح

ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری

سربراہ

ادارۂ وحدت اسلامیہ لاہور پاکستان